بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

خصوصی شمارہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب:41)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر

جلد: 75/شمارہ 31-30/ 30-23/ جولائی 2026ء،/15-8 صفر 1448 ہجری قمری/30-23/ وفا 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ

خطبات امیر المؤمنین میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز تذکرے

خلافت خامسہ کا یہ مبارک دور سرور کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خوبصورت تذکروں کے لحاظ سے نہایت اہم ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے حضور اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ایمان افروز واقعات بیان فرماتے چلے جارہے ہیں۔ ان کی قربانیوں کے دلنشیں تذکرے سمجھاتے چلے جارہے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم احمدی بھی اپنی زندگیوں میں روحانی تبدیلیاں پیدا کریں اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دور بھی صحابہ کرام کا دور ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ساتھ ہے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ صحابہ کی جماعت سے ملنے والی ہے۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ مفسرین نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود والی جماعت ہے اور یہ گویا صحابہ کی ہی جماعت ہوگی۔‘‘

اسی طرح فرمایا:

’’صحابہ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو جو پہلے گذر چکے بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے وہ بھی صحابہ ہی میں داخل ہے جو احمد کے بروز کے ساتھ ہوں گے۔‘‘

(تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الجمعہ صفحہ 140)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ مبارک میں اپنے صحابہ کرام کی روحانی تربیت و پرورش فرمائی اور آپ کے بعد آپ کے خلفائے عظام یہ فریضہ سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں اور خلافت خامسہ کے اس بابرکت دور میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لامثال قربانیوں کا تذکرہ فرما کر ہمارے اندر بھی وُہی رُوح پھونکنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’آیت اٰخرین منھم میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعود کی صحابہ رضی اللہ عنھم کی جماعت سے مشابہ ہے ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ بھی ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کی صفت فرمائی کہ وہ آپ سے مشابہ ہوگا۔‘‘

(ایام الصلح بحوالہ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ تفسیر سورۃ الجمعہ صفحہ 132)

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں ایک خطبہ جمعہ مورخہ 9؍مارچ 2018ء کو ارشاد فرمایا تھا اس میں حضور انور نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’یہ صدق و وفا اور اخلاص و مروّت دکھانے والوں کے نمونے ہمیں اس شان سے نظر آتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے نہ صرف ان کی محبتوں کے رُخ بدل دیئے۔ پہلے محبتوں کے رُخ کسی اور طرف تھے پھر اور طرف کر دیئے۔ دنیا سے خدا کی طرف کر دیئے بلکہ ان محبتوں کے پیمانوں کو وہ عُروج عطا کر دیا وہ بلندیاں دے دیں جس کی مثال پہلے دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس خوبصورتی سے اس عروج اور بُلندی کی مثال دی ہے کہ فرمایا کہ ان کے اس معیار محبت کی قربانی کی سابقہ انبیاء کی زندگی میں بھی مثال نہیں پائی جاتی اور جہاں تک نبیوں کے ماننے والوں کا سوال ہے تو ان کی شان کیا ان کی حالت تو صحابہ کے مقابلہ میں بہت گری ہوئی تھی۔ یہ صحابہ اپنی تمام نفسانی خواہشات سے پاک تھے صاف دل ہو کر اور اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے اپنی زندگیاں گزارنے والے تھے اور جب یہ حالت ہو تو پھر خدا تعالیٰ بھی نوازتا ہے اور بے انتہا نوازتا ہے اور ہم صحابہ کی زندگی میں یہ باتیں دیکھتے ہیں۔‘‘

(بدر 12/05 اپریل 2018ء)

حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ لگاتار کئی سالوں سے صحابہ کرام کے حالات بیان فرما رہے ہیں اور اس کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صحابہ کرام کا مثیل بنایا ہے۔ لہٰذا ہمارے اندر بھی وہی اخلاص اور وہی قربانی کا جذبہ ہونا چاہئے جو صحابہ کرام میں تھا۔ ہمارے دلوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وہی عشق و محبت ہونا چاہئے جو صحابہ کرام کے اندر تھا اور جس عشق سے مجبور ہو کر وہ اپنی زندگیوں کی قربانی راہ خدا میں دیتے تھے۔

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ میں بہتیرے ایسے ہیں جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کی لامثال ولازوال یادگاریں چھوڑ رہے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اٰخرین منھم کہہ کر جو خدا تعالیٰ اس جماعت کو صحابہ سے ملاتا ہے تو صحابہ کا سا اخلاص اور وفاداری اور ارادت اُن میں بھی ہونی چاہئے۔ صحابہ نے کیا کیا جس طرح پر انہوں نے خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کو دیکھا اس طریق کو انہوں نے اختیار کر لیا یہاں تک کہ اس راہ میں جانیں دے دیں وہ جانتے تھے کہ بیویاں بیوہ ہوں گی بچے یتیم رہ جائیں گے لوگ ہنسی کریں گے مگر انہوں نے اس امر کی ذرہ پرواہ نہ کی انہوں نے سب کچھ گوارا کیا مگر اس ایمان کے اظہار سے نہ رُکے جو وہ اللہ اور اس کے رسول پر لائے تھے۔ حقیقت میں ان کا ایمان بڑا قوی تھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔‘‘ (الحکم جلد نمبر 6 نمبر 40، 10؍نومبر 1902ء صفحہ 3)

(بحوالہ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تفسیر سورۃ الجمعہ صفحہ 150)

پس ضروری ہے کہ ہم حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان خطبات کو بغور پڑھیں اور سُنیں جن میں آنحضرت ﷺ کی سیرت اور صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے دلنشیں واقعات بیان ہو رہے ہیں تا کہ ہم بھی اپنے اندر وہی نمونے پیدا کر سکیں جو صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کے نمونے تھے کیونکہ ہم مسیح موعود پر ایمان لا کر صحابہ کی جماعت میں شامل ہیں اس اعتبار سے وہی قربانیاں ہمیں بُلا رہی ہیں۔ اور دنیا بھر میں ہمارے اکثر بھائی خلافت کے زیر سایہ ایسی قربانیاں پیش بھی فرما رہے ہیں۔ اللہ ہم سب کو بھی اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مسیح وقت اب دنیا میں آیا ۔۔۔ خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا ۔۔۔ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی ۔۔۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

***

اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

منظوم کلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے

زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 224 مطبوعہ 1893ء)

سیرتِ طیبہ ﷺ کے بارے میں منتخب قرآنی آیات

1. وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۵﴾ (سورۃ القلم: 5)

اور یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔

2. لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ؕ﴿۲۲﴾ (سورۃ الاحزاب:22)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

3. فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ (سورۃ آل عمران: 160)

ترجمہ: پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کے لئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تندخو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے دَرگزر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کرلے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

4. لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (سورۃ التوبہ: 128)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

5. وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ (سورۃ الانبیاء: 108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

6. وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ (سورۃ سبا:29)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

7. قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

(سورۃ الأعراف: 159)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

8. وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۳﴾ (سورۃ الشوریٰ: 53)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے ایک زندگی بخش کلام وحی کیا۔ تو جانتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے لیکن ہم ہی نے اسے نور بنایا جس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقیناً تُو سیدھے راستہ کی طرف چلاتا ہے۔

9. اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۷﴾ (سورۃ الأحزاب: 57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

10. وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۵﴾ (سورۃ النساء: 65)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر اس وقت جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ تیرے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگتا تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پاتے۔

11. هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۴﴾ (سورۃ الأحزاب: 44)

ترجمہ: وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالے اور وہ مومنوں کے حق میں بار بار رحم کرنے والا ہے۔

12. قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۲﴾ (سورۃ آل عمران: 32)

ترجمہ: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

13. مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ؕ﴿۸۱﴾

(سورۃ النساء: 81)

ترجمہ: جو اِس رسول کی پیروی کرے تو اُس نے اللہ کی پیروی کی اور جو پھر جائے تو ہم نے تجھے ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔

14. وَمَاۤ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۘ﴿۸﴾ (سورۃ الحشر: 8)

ترجمہ: اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

15. اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۷﴾

(سورۃ الأحزاب: 7)

ترجمہ: نبی مومنوں پر اُن کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور اُس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔ اور جہاں تک رِحمی رشتے والوں کا تعلق ہے تو ان میں سے بعض اللہ کی کتاب میں (مندرج احکام کے مطابق) بعض پر اوّلیت رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے۔ سوائے اس کے کہ تم اپنے دوستوں سے (بطور احسان) کوئی نیک سلوک کرو۔ یہ سب باتیں کتاب میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔

16. وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ﴿۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۙ﴿۵﴾ (سورۃ النجم: 5-4)

ترجمہ: اور وہ خواہشِ نفس سے کلام نہیں کرتا۔ یہ تو محض ایک وحی ہے جو اُتاری جارہی ہے

17. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

***

سیرتِ طیبہ ﷺ کے بارے میں منتخب احادیث

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور عادات

چہرہ مبارک کی چمک اور بناوٹ

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ لَا، بَلْ كَانَ مِثْلَ الْقَمَرِ۔

ترجمہ: ابواسحاق سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازبؓ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک (چمک اور درازی میں) تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح (روشن، چمکدار اور گول) تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر: 3552)

گفتگو اور کلام کا انداز

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی گفتگو بالکل صاف، واضح اور الگ الگ کلمات پر مشتمل ہوتی تھی، جسے ہر وہ شخص آسانی سے سمجھ لیتا تھا جو اسے سنتا تھا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التؤدة فی الکلام، حدیث نمبر: 4839)

چلنے کا پروقار انداز

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب چلتے تھے تو مستعدی اور قوت کے ساتھ قدم بڑھاتے تھے، گویا آپ ﷺ کسی بلندی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہوں۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب فی صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر: 3636)

روزمرہ کی زندگی اور سادگی

گھر کے کام کاج اور اہل خانہ کی مدد

عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

ترجمہ: اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے کام کاج (خدمت) میں لگے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت ہوتا تو فوراً نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من کان فی حاجة اهله، حدیث نمبر: 676)

طعام میں قناعت اور سادگی

.عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: آلِ محمد ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سے آپ ﷺ کی وفات تک کبھی بھی مسلسل تین دن تک گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ (صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، حدیث نمبر: 2970)

آرام گاہ اور بستر مبارک

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کے درخت کی چھال (روئی کی جگہ) بھری ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث نمبر: 6456)

عبادت اور خوفِ خدا

کثرتِ عبادت اور شکر گزاری

عَنْ زِيَادٍ، قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ رات کو (عبادت میں) اس حد تک طویل قیام فرماتے کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک سوج جاتے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اللہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے ہیں (پھر اتنی مشقت کیوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ، حدیث نمبر 4837)

کثرت سے استغفار کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر (70) مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار (معافی کا طلبگار) ہوتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی فی الیوم واللیلة، حدیث نمبر:6307)

شرم وحیا اور پاکیزگی

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے (حیادار) تھے، اور جب آپ ﷺ کوئی ایسی بات دیکھتے جو آپ کو ناپسند ہوتی، تو ہم (آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سننے سے پہلے ہی) اس کا اثر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی، حدیث نمبر: ۳۵۶۲ (صحیح مسلم: ۲۳۲۰)

سخاوت اور فیاضی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ فَلَرَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان المبارک کے مہینے میں جب حضرت جبرائیلؑ آپؐ سے ملاقات کرتے تو آپ ﷺ کی سخاوت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی تھی... یقیناً رسول اللہ ﷺ بھلائی کے کاموں میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث نمبر: ۶)

***

فرمودات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعلیٰ درجہ کا نور

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا تھا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

جس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا

’’میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔‘‘
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵)

اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی

’’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفٰے و احمد مجتبٰی ﷺ ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔ (سراج منیر صفحہ ۷۲)

اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا

’’جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں، لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔‘‘
(پیغام صلح صفحہ ۳۰)

اے میرے آسمانی آقا! اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش

’’مخالفین نے ہمارے رسول ﷺ کے خلاف بیشمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کا گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذاتِ والاصفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔‘‘ (ترجمہ عربی عبارت، آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۱۵)

تمام آدم زادوں کے لیے ایک ہی رسول اور ایک ہی شفیع

’’نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفٰے ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔‘‘ (کشتی نوح، صفحہ ۱۳)

ہمیشہ کیلئے جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا نبی

’’اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے اُن کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد ﷺ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں.... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسولؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے۔ کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے چاہو تو میری بات لکھ رکھو۔۔۔اے سننے والو! سنو! اور سوچنے والو! سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔‘‘
(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۰،۱۱)

نبی کریم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم

’’میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی۔ ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کریگا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں، لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہوسکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔‘‘ (ملفوظات جلد ۲، صفحہ ۱۷۴)

سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اَجلیٰ و اَصفیٰ نبی

’’چونکہ آنحضرت ﷺ اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلی و اصفی تھے اس لیے خدائے جل شانہٗ نے ان کو عطر کمالاتِ خاصّہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ و دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لیے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۲)

مجدّدِ اعظم

’’ہمارے نبی ﷺ اظہار سچائی کے لیے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اسقدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی یہ کامیابی اور اسقدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴)

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔‘‘ (برکات الدعا، صفحہ ۱۰،۱۱)

***

فرمودات خلفاء کرام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے

حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان ہوئی۔ اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں۔ یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی۔ کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکام الٰہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں۔ کوئی صوفی، کوئی مست قلندر، بالغ مرد، بالغہ عورت کوئی ہو۔ اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔۔ کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔“

(الحکم جلد ۳ نمبر ۱۷ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۱)

توحید کے قیام کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پہلی چیز جو توحید کے قیام کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائی، وہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کے متعلق دنیا نے اب بھی نہیں سمجھا کہ اس کا توحید سے کیا تعلق ہے وہ نکتہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اعلان کیا کہ ساری دنیا میں نبی آتے رہے ہیں۔ بظاہر اس امر کا توحید سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا مگر حقیقت یہ ہے کہ بغیر اس امر کو تسلیم کرنے کے توحید ثابت ہی نہیں ہو سکتی۔ بغیر یہ ماننے کے کہ مصر، ایران، ہندوستان، چین، جاپان، یورپ، امریکہ میں خدا نے نبی پیدا کئے، توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اس پر بڑا زور دیا ہے۔ چنانچہ قرآن میں آتا ہے اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر:25) کہ کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا (النحل:37) کہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا اس کے ساتھ ہی توحید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ہم نے رسول اس لئے بھیجے کہ وہ لوگوں کو سکھائیں اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ سے بچو۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں یہ نظریہ پیش کیا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ہم میں ہی صداقت آئی، باقی ساری دنیا کو خدا نے چھوڑے رکھا تھا۔ حق یہ ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں نبی اور رسول نہ آئے ہوں۔

(تقریر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 2 جون 1929ء بر موقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

مساوات اور شرف انسانی کی ایک مثال

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں بڑے ہی حسین نمونے ہمارے لئے چھوڑے ہیں، میں ایک چھوٹی سی مثال دے دیتا ہوں۔

ایک صحابی تھے وہ مزدوری کیا کرتے تھے پتھروں کی کٹائی کیا کرتے تھے۔ پتھر کوٹ کوٹ کر ان کے ہاتھ جسم کے رنگ سے زیادہ کالے ہو گئے تھے۔ عام طور پر ہاتھ سے کام کرنے والوں کے ہاتھ کالے ہو جاتے ہیں خصوصاً جو مٹی میں کام کرنے والے پتھر کی کٹائی کرنے والے لوگ ہوتے ہیں اُن کے جسم پر سیاہی کا زیادہ رنگ آجاتا ہے۔ غرض وہ رنگ میں بالکل سیاہ ہو گئے تھے۔ ایک دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ تمہارے یہ ہاتھ کیوں کالے ہو گئے ہیں۔ تو اس صحابی نے آگے سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں دن بھر پتھر پر پھاوڑا چلاتا ہوں اور اس سے اپنے اہل وعیال کی روزی کماتا ہوں جب اس نے یہ کہا تو غالباً اس رنگ میں کہا ہو گا یا اظہار کیا ہو گا کہ میں ہوں تو انسان مگر دُنیا میں میری عزت اور احترام کوئی نہیں۔ لیکن آپ تو لوگوں کی عزت واحترام کو قائم کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے جب آپ نے یہ سنا تو اس صحابی کا ہاتھ پکڑ کر فرط محبت سے چوم لیا۔ یہ عزت اور احترام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب سے غریب مزدور کو دیا اور یہ عزت اور شرف کا مقام یا عزت وشرف دینے کی تعلیم ہے جس کے ذریعہ سے ہم آج دُنیا میں یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ہم نے دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت کے چھوڑنا ہے۔“

(خطابات جلسہ سالانہ (۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۳ء) صفحہ نمبر ۲۸۴-۲۸۵ دسمبر ۱۹۷۰ء اختتامی خطاب)

خدمت خلق کے تعلق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنہری تعلیم

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت عوف بن مالک الشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر ہم سات، آٹھ یا نو افراد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول کے ساتھ ایک عہد نہیں کرو گے؟ حضرت عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کچھ ہی عرصہ قبل حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی چنانچہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم تو پہلے ہی عہد کر چکے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اپنا سوال دوہرایا اور ہم نے وہی جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اب آپ ہم سے کون سا عہد لینا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور یہ کہ تم پنجوقتہ فرض نمازیں ادا کرو گے اور اللہ کی اطاعت کرو گے اور کسی سے کچھ نہیں مانگو گے۔ حضرت عوف بن مالک بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان اصحاب میں سے کسی سوار کے ہاتھ سے گھوڑے کا چابک بھی گر جاتا تو وہ کسی سے یہ بھی نہیں کہتا تھا کہ یہ چابک اٹھا کر مجھے دے دو۔ (صحیح مسلم- کتاب الزکاۃ- باب کراہۃ المسألۃ للناس)

۔۔۔مخلوق خدا کی خدمت نصف ایمان ہے۔ اسلام کا موقف بھی یہی ہے کہ نیکی بجائے خود ایک انعام ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے جو منطق اور دلائل سے بالا ہے۔ اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔“

(اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل- صفحہ 305-304)

ہر احمدی کو آنحضرتؐ پر درود بھیجنے پر بہت توجہ دینی چاہئے

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کثرت سے اپنے آقا پر درود بھیجنے کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر نوازا کہ آپؑ کو الہاماً فرمایا:

”تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین وآسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے“ (تذکرہ صفحہ ۱۶۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر الہام ہوا ایک لمبا عربی الہام ہے، کچھ حصے کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ کہ خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کر لے اگرچہ منکر کراہت کریں۔ ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرلے گا تو کہا جائے گا کہ کیا یہ سچ نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا۔“

(تذکرہ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

تو یہ ہیں برکات اور فیض جو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ یہی وسیلہ ہے جس سے اب ہمارے ذاتی فیض بھی اور جماعتی فیض اور برکات اور ترقیات وابستہ ہیں۔ آج جمعہ کا دن بھی ہے اور جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ نے اپنے پر درود بھیجنے کی مومنوں کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین ایام میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم پیدا کئے گئے، اسی روز انہیں وفات دی گئی۔ اسی دن نفخ صُور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ پس اسی روز تم مجھ پہ کثرت سے درود بھیجا کرو تمہارا درود مجھ تک... پہنچایا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا یعنی کہ جسم مٹی بن گیا ہوگا اس وقت ہمارا درُود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ)“

(خطبہ جمعہ 5 ستمبر 2003ء)

***

خطاب حضور انور

آپؐ کی عطا ایک دریائے بیکراں تھی اور آپؐ کا ہاتھ ابرِ گوہر بار تھا۔ برستا تھا اور سیراب کر جاتا تھا۔ اور یہ سلسلہ رمضان کے مہینے میں بہت بڑھ جاتا تھا۔ اور مخفی در مخفی طریقوں سے حضورؐ حاجت مندوں کو دیتے رہتے تھے۔ اور قیمتی سے قیمتی چیز دوسرے کو دے دینے میں آپؐ کو کبھی تامل نہ ہوتا تھا... کوئی موقع ایسا آپؐ کو پیش نہیں آیا کہ آپؐ سے کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپؐ نے نہ دیا ہو۔ یا آپؐ نے کسی کی حاجت کو محسوس کر کے بغیر اس کے سوال یا درخواست کے اس کی مدد نہ کی ہو۔ آپؐ کریم ابنِ کریم تھے۔

(روایت حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

حضرت صاحبؑ بڑی مہربانی فرماتے اور ہمیشہ ہنستے ہوئے ملتے اور کبھی خالی ہاتھ آنے نہ دیتے...
ہمیشہ حضرت صاحبؑ سے محبت اور مروّت ہی دیکھی ہے (روایت پنڈت موہن لال)

آپؑ کو کسی چیز کے قیمتی ہونے سے غرض نہیں تھی۔ آپؑ نے تو اپنے اخلاق کے اعلیٰ ظرف دکھانے تھے

علاج کے باوجود جب میری بیوی کی حالت نازک ہوگئی تو آپؑ نے فرمایا: دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلا لیے۔ اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ میں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا جب اسے صحت ہو گی (روایت حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ)

جب دوائی (تریاقِ الٰہی) تیار ہوئی تو حضورؑ نے نہایت فراخدلی کے ساتھ اسے تقسیم کیا اور ایک حبّہ یعنی ایک دانہ بھی کسی سے نہیں لیا۔ کچھ نہیں لیا بلکہ باہر سے طلب کرنے والوں کو رجسٹرڈ پارسل بھی اپنے خرچ سے بھجواتے تھے (ایک روایت)

جو ہم کسی کو دے دیا کرتے ہیں واپس نہیں لیتے (حضرت مسیح موعودؑ)

حضور علیہ السلام کو ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ کُرتے کی جھولی میں بہت سے روپے لائے اور بغیر شمار مُلّا احمد نور کی جھولی میں ڈال دیے (ایک روایت)

میرے والد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ذکر کیا کہ بچوں کو کھانے کی تکلیف ہے۔ اس پر حضورؑ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ کھانا بچوں کو گھر سے ملا کرے گا۔ چنانچہ کئی ماہ تک کھانا حضورؑ کے اپنے گھر سے ہمیں آتا رہا اور کبھی کبھی حضورؑ گھر سے آم اور مٹھائی وغیرہ بھی کھانے کے لیے بھیجتے رہے (ایک روایت)

حضرت صاحبؑ کی یہ عام عادت تھی کہ روپیہ خادموں کو بھی گن کر نہیں دیتے تھے۔ پورا اعتماد اور اعتبار رکھتے تھے۔ جہاں تک مجھے رہنے کا اتفاق ہوا ہے کبھی کسی خادم سے حضرت صاحبؑ نے حساب نہیں مانگا بلکہ جب کوئی مانگتا حضرت صاحبؑ اسے دے دیتے (ایک روایت)

آخر عمر تک مجھ سے کبھی حساب نہیں مانگا اور نہ کبھی ناراض ہوئے (روایت حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ)

حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپؑ سے کچھ قرض لیا۔ جب انہوں نے اس روپیہ کو حضرتؑ کی خدمت میں واپس بھیجا تو حضرتؑ نے ناپسند فرمایا اور واپس کر کے فرمایا کہ آپ ہمارے روپیہ کو اپنے روپیہ سے الگ سمجھتے ہیں؟

جب سے حضرت اقدسؑ نے بعثت کا اعلان کیا اور لوگوں کو یہ بھی علم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بشارت دی ہے کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' لوگ علی العموم آپؑ سے کپڑوں کا سوال کرتے تھے اور آپؑ کبھی کسی کو جواب نہیں دیتے تھے اور بعض اوقات یہ حالت ہو جاتی تھی کہ آپؑ کے بدن پر ہی کپڑے رہ جاتے تھے اور سب دے دیے جاتے

حضرت صاحبؑ کی سخاوت کا کیا کہنا۔ مجھے کبھی آپؑ کے زمانہ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ جو ضرورت ہوتی بلا تکلّف مانگ لیتا اور حضورؑ میری ضرورت سے زیادہ دے دیتے اور خود بخود بھی دیتے رہتے (ایک روایت)

یہ ہیں اپنے آقاؐ کی کامل اتّباع کے نمونے۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی شفقتوں، عنایتوں اور جود و سخا کے ایمان افروز واقعات

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 03/ جولائی 2026ء بمطابق 03/ وفا 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۵﴾

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۷﴾

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقتوں
اور جُود وسخا کے کچھ واقعات پیش کروں گا۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ

آپؑ کی عطا ایک دریائے بیکراں تھی اور آپؑ کا ہاتھ ابرِ گوہر بار تھا یعنی موتی برسانے والے بادل تھے۔ برستا تھا اور سیراب کر جاتا تھا۔ اور یہ سلسلہ رمضان کے مہینے میں بہت بڑھ جاتا تھا۔ اور مخفی در مخفی طریقوں سے حضورؑ حاجت مندوں کو دیتے رہتے تھے۔ اور قیمتی سے قیمتی چیز دوسرے کو دے دینے میں آپؑ کو کبھی تامل نہ ہوتا تھا۔

یہ حالت آپؑ کی زندگی کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہے۔ بعثت اور ماموریت سے پہلے بھی یہ اپنی شان میں جلوہ گر ہے۔ چنانچہ میاں غفّارا صاحب (عبدالغفار) کشمیری… حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسان اور مروّت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنا بیان دیتے ہیں کہ جب ان کی شادی ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں دو قیمتی زیور ان کی مدد کے لیے دے دیے۔ یہ آپؑ کی بعثت کے زمانے سے پہلے کی بات ہے جبکہ آپؑ ایک گوشہ نشین کی صورت میں زندگی بسر کرتے تھے۔

حضرت شیخ صاحبؓ لکھتے ہیں کہ یہ ایک اکیلی مثال نہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں۔

کوئی موقع ایسا آپؑ کو پیش نہیں آیا کہ آپؑ سے کسی نے کچھ مانگا ہو اور آپؑ نے نہ دیا ہو۔ یا آپؑ نے کسی کی حاجت کو محسوس کر کے بغیر اس کے سوال یا درخواست کے اس کی مدد نہ کی ہو۔ آپؑ کریم ابنِ کریم تھے۔

(ماخوذ از سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 312) (ماخوذ از سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 290) (فیروز اللغات صفحہ 52)

حضرت والدہ بشیر احمد صاحب بھٹی بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا محمود احمدؓ کی شادی کے موقع پر ایک میراثی عورت ڈھول لے کر حضورؑ کے گھر آ گئی اور بجانا شروع کر دیا جس سے اس کی غرض کچھ لینے کی تھی کیونکہ شادی کا موقع تھا۔ یہ وہاں رواج ہے عام طور پر۔ جب حضورؑ نے ڈھول کی آواز سنی تو فوراً اس طرف متوجہ ہو گئے اور فرمایا کہ اس کو کہو کہ یہ نہ بجائے اور بند کراؤ اور جو کچھ یہ مانگتی ہے اس کو دے دو۔ چنانچہ اس کو چار پانچ روپے دے دیے گئے۔ پھر وہ کہنے لگی کہ سردی کا مہینہ آ گیا ہے اور مجھے سردی لگتی ہے۔ تب اسے ایک رضائی بھی آپؑ نے دلوا دی لیکن ڈھول بند کروا دیا۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 441)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ”سب سے اوّل یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ آپؑ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپؑ کے پاس کپڑے سادے اور سلے سلائے بطور تحفہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ، صدری اور پائجامہ قمیض وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقرعید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپؑ استعمال فرمایا کرتے تھے مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپؑ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے۔ جس طرح کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے اُسی طرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے۔ بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپؑ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اس وقت پہننا پڑتا اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کرتے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور اپنا اترا ہوا تبرک مرحمت فرما دیں۔“

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ 2 صفحہ 416 روایت 447)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا کہ ”میرے پاس ایک چھوٹی سی حمائل ہوا کرتی تھی“ چھوٹا قرآن شریف تھا ”جس کا خط بھی بہت واضح تھا اور وہ مجھے بہت پسند تھی مگر ایک شخص نے سوال کیا تو مَیں نے اسے دے دیا تا کہ سوال ردّ نہ ہو۔“

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 138)

حضرت قریشی شیخ محمد صاحبؓ جو چٹھی رساں تھے پوسٹ آفس میں، قادیان کے رہنے والے تھے کہتے ہیں کہ ”ایک دفعہ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بہت سے منی آرڈر برائے تقسیم لے کر گیا اور ان کی رقومات حضورؑ کو تقسیم کرنے کے بعد شہر میں ڈلیوری کا کام کرتا رہا۔ جب چار بجے کے قریب ڈاکخانہ واپس پہنچا اور پوسٹ ماسٹر کو تقسیم شدہ منی آرڈروں کی واپسی دینے لگا تو حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ مَیں نے غلطی سے چھ روپے کسی جگہ زائد تقسیم کر دیے ہیں۔ بڑی تشویش ہوئی کیونکہ حضورؑ کو جو رقم تقسیم کی گئی تھی وہ ہی ایک کثیر رقم تھی اس لیے پوسٹ ماسٹر نے جس کا نام اللہ دِتّا تھا اور جو ایک متعصب غیر احمدی تھا اُس نے کہا کہ بہتر ہے کہ تم جا کر مرزا صاحب سے دریافت کرو۔ میرا دل تو نہیں چاہتا تھا کہ حضورؑ کو پھر سے جا کر تکلیف دوں مگر اس کے بار بار کے اصرار پر مَیں حضورؑ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی کہ حضور! آج مَیں نے غلطی سے کسی جگہ چھ روپے زائد تقسیم کر دیے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میاں! مجھے تو معلوم ہی نہیں کہ رقم کس قدر وصول کی گئی تھی اور مَیں تو اب اس میں سے کچھ خرچ بھی کر چکا ہوں“ یعنی کہ دے دیے لوگوں کو ”مگر خیر تم غریب آدمی ہو مَیں یہ رقم تمہیں دے دیتا ہوں مگر آئندہ احتیاط سے کام کیا کرو کیونکہ تم غریب ہو۔ اس واقعہ سے حضورؑ کے اخلاق حسنہ، سخاوت اور غربا پروری کا پتہ چلتا ہے۔“

(روایات اصحاب احمد جلد 5 صفحہ 338-337)

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب نے مجھ سے چشمہ مسیحی کا ایک نسخہ طلب کیا۔ مَیں نے کہا حضرت صاحبؑ نے فرمایا ہے کہ اتنے نسخے دفتر میں موجود ہونے چاہئیں کیونکہ بعض اوقات گورنمنٹ طلب کرتی ہے۔ نسخے منگوا لیتی ہے جو کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ اس لیے اب کوئی نسخہ زائد نہیں ہے جو آپ کو دیا جائے۔ آپ حضرت صاحبؑ سے اجازت لے کر لے سکتے ہیں تو مولوی صاحب نے حضورؑ کی خدمت میں لکھا کہ خط کا خلاصہ یہ تھا کہ دفتر میں نسخہ چشمہ مسیحی کے صرف بیس نسخے باقی ہیں اور مجھے ایک نسخے کی ضرورت ہے۔ اگر حرج نہ ہو تو ایک نسخہ مجھے دے دیا جائے۔ حضور علیہ السلام نے کہا کہ آپ ایک نسخہ لے لیں تو اسی پہ تحریر لکھ دی، دستخط کر دیے۔ (ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 479)

یہاں جہاں صحابہؓ کی صاف گوئی کا بھی پتہ لگتا ہے کہ کس طرح انہوں نے بتا دیا کہ اتنے نسخے ہیں اور مجھے چاہیے اور دفتر تو یہ کہتا ہے لیکن اگر نوازش ہو تو مل جائے۔ یہ ان کی صاف گوئی تھی۔ اور آپؑ کی عنایت کا بھی یہاں پتہ چلتا ہے کہ گو کہ ریزرو کے طور پر رکھے ہوئے تھے کہ کسی وقت ضرورت پڑ سکتی تھی لیکن آپؑ نے سوالی کا سوال ردّ نہیں کیا۔

حضرت اقدسؑ کے پاس کبھی کبھی پنڈت موہن لال جو اس وقت ایک زیرک نوجوان تھا لیکھرام صاحب کا کوئی رقعہ وغیرہ لے کر چلا جاتا۔ چونکہ حضرت اقدسؑ کے خاندان کے ساتھ موہن لال کے قدیم تعلقات چلے آتے تھے۔ حضرت اقدسؑ پنڈت موہن لال صاحب کو بھی جب وہ جاتے خالی ہاتھ نہ آنے دیتے تھے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور دے دیتے تھے پھل وغیرہ یا شکر جو نہایت عمدہ آتی تھی۔ اس زمانے میں ایک خاص تحفہ ہوتا تھا۔ پنڈت موہن لال نے جن کے خاندان کے ساتھ یہ شیخ یعقوب علی صاحبؓ کہتے ہیں میرے بھی دوستانہ مراسم تھے اور ان کے باپ کے وقت سے چلے آتے تھے مجھ سے ان ایام کے واقعات کو دوہراتے ہوئے ہمیشہ کہا کہ

حضرت صاحبؑ بڑی مہربانی فرماتے
اور ہمیشہ ہنستے ہوئے ملتے اور کبھی خالی ہاتھ آنے نہ دیتے۔

ایک دفعہ حضرت صاحبؑ نے مجھے نہایت عمدہ سیب دیے۔ مَیں لے کر گیا۔ پنڈت لیکھرام کا بھی معمول ہو گیا تھا کہ جب میں واپس جاتا تو ضرور پوچھتا کیا لائے ہو؟ مَیں نے جب کہا کہ سیب لایا ہوں تو اس نے گویا للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہا کہ لاؤ لاؤ مَیں بھی کھاؤں۔ پنڈت موہن لال کہتے ہیں کہ مَیں نے ان کو ہنسی سے کہا کہ دشمن کے گھر کی چیز تم کو نہیں کھانی چاہیے۔ تم تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے دشمن ہو، باتیں کرتے ہو، تم کیوں مانگ رہے ہو ان کے گھر کی چیز؟ تو اس نے جھٹ میرے ہاتھ سے سیب لے لیا اور کھانا شروع کر دیا۔ چھین لیا اور کھانا شروع کر دیا۔ غرض یہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے

ہمیشہ حضرت صاحبؑ سے محبت اور مروّت ہی دیکھی ہے۔

(ماخوذ از حیات احمدؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد 2 حصہ دوم صفحہ 186، 187)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں: ”حضور کے پاس مشک ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ذکر کیا کہ حضور! مجھے مشک چاہیے۔ حضورؑ نے ڈبیہ میرے سامنے کر دی کہ اس میں سے جتنا چاہیں لے لیں۔ مَیں نے اس میں سے تھوڑا سا اٹھایا۔ مسکرا کر فرمایا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے اور پھر تولہ ڈیڑھ تولہ کے قریب مشک خود حضورؑ نے مجھے دے دی۔“ (اصحابِ احمد جلد 4 صفحہ 213)

یہ بہت قیمتی چیز ہے۔ مشک آج بھی قیمتی ہے اور دوائیوں وغیرہ میں استعمال ہوتی ہے لیکن

آپؑ کو کسی چیز کے قیمتی ہونے سے غرض نہیں تھی۔
آپؑ نے تو اپنے اخلاق کے اعلیٰ ظرف دکھانے تھے۔

آپؑ کا

دوستوں کے لیے درد اور عطا کا ایک واقعہ

حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میری بیوی کو بچہ تولد ہوا اور اس کے ساتویں دن

مغرب کے قریب بیوی کو تشنج کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ کیونکہ ان دنوں میں یہ وبا پھیلی ہوئی تھی اس لیے اس کی طرف بہت توجہ ہوگئی۔ کہتے ہیں مَیں مغرب کے بعد حضرت صاحبؑ کی خدمت میں دوڑا گیا اور ان سے عرض کی کہ یہ حالت ہے میری بیوی کی۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تو بڑی خطرناک مرض کا پیش خیمہ ہے۔ تم فوراً اس کو دس رتّی ہینگ دے دو۔ دوائی بتائی ہینگ کی اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے بعد مجھے اطلاع دو۔ مَیں عشاء کے بعد پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مرض میں ترقی ہو گئی ہے۔ مرض بجائے کم ہونے کے بڑھ گیا ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ دس رتّی کونین دے دو۔ ایک گھنٹہ کے بعد پھر مجھے اطلاع دو۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ میں سو گیا ہوں۔ بے تکلّف مردانہ سیڑھیوں سے آواز دو۔ ایک گھنٹے کے بعد مَیں پھر گیا اور عرض کیا کہ کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ دس رتّی مُشک دے دو۔ مَیں نے عرض کیا کہ اس وقت مُشک کہاں سے لاؤں؟ حضورؑ ایک مٹھی بھر کر مُشک کی لے آئے اور فرمایا کہ دس رتّی ہو گی۔ مَیں نے عرض کیا: حضور! یہ زیادہ ہے۔ فرمایا: لے جاؤ۔ پھر کام آئے گی۔ مَیں نے وہ لے لی اور دس رتّی مریضہ کو دے دی۔ ایک گھنٹے بعد پھر گیا اور عرض کیا کہ مرض میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ دس تولہ اب کسٹرائیل دے دو۔ مختلف دوائیاں بدلتے رہے۔ مَیں نے آکر دس تولہ کسٹرائیل دے دیا۔ اس کے بعد اس کو بہت سخت قے ہوئی اور قے اس مرض میں آخری مرحلہ ہوتا ہے۔ قے کے بعد اس کا سانس اکھڑ گیا۔ گردن پیچھے کو کھنچ گئی۔ آنکھوں میں اندھیرا آ گیا اور زبان بند ہو گئی۔ مَیں پھر بھاگ کر سیڑھیوں پر چڑھا۔ حضورؑ نے میری آواز سن کر دروازہ کھول دیا اور فرمایا کیوں خیر ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ اب تو حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ سانس اکھڑ گیا ہے۔ گردن کھنچ گئی ہے۔ یہ تشنج کی کیفیت ہے (meningitis) جسے کہتے ہیں۔ آنکھوں میں روشنی نہیں۔ زبان بند ہو گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلا لیے۔ اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ مَیں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا، کیا شفقت ہے آپؑ کی، کہ جب اسے صحت ہو گی۔

تو کہتے ہیں کہ مَیں یہ سن کر واپس لوٹ آیا اور بیوی سے کہا کہ

اب تجھے کیا فکر ہے؟ اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے۔

کہتے ہیں اس وقت رات کے دو بج چکے تھے۔ مَیں گھر آیا اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چارپائی پر جا کر سو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا ہے کہ مَیں اب دعا کروں گا تو چلو میرا تو اب کوئی کام نہیں۔ کہتے ہیں صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے میری آنکھ کھلی۔ جب مَیں نے دیکھا تو میری پائنتی کی طرف میری بیوی کچھ برتن درست کر رہی تھی۔ مَیں نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگی:

آپ تو سو رہے تھے اور مجھے دو گھنٹے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

(ماخوذ از سیرت احمدؑ از قدرت اللہ سنوری صاحب صفحہ 172-170)

اس واقعہ میں دوستوں کے لیے درد اور عطا دونوں کے اعلیٰ ترین معیار کا پتہ لگتا ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ”قادیان میں نِہال سنگھ نامی ایک بانگرو“، بیوقوف ”جٹ تھا۔ اپنے ایام جوانی میں وہ کسی فوج میں ملازم بھی تھا اور پنشن پاتا تھا۔ اس کا گھر جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے دیوان خانہ سے دیوار بدیوار ہے“ ساتھ جڑا ہوا تھا۔ ”یہ سلسلہ کا بہت بڑا دشمن تھا اور اس کی تحریک سے حضرت حکیم الامت ”حضرت خلیفہ نور الدین حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ“ اور بعض دوسرے احمدیوں پر ایک خطرناک فوجداری جھوٹا مقدمہ دائر ہوا تھا اور ہمیشہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر احمدیوں کو تنگ کیا کرتا تھا اور گالیاں دیتے رہنا تو ایک معمول تھا۔ عین ان ایام میں جبکہ مقدمات دائر تھے اس کے بھتیجے سنتا سنگھ کی بیوی کے لیے مُشک کی ضرورت پڑی اور کسی دوسری جگہ سے یہی نہیں کہ مُشک ملتا نہ تھا بلکہ یہ بہت قیمتی چیز تھی وہ اس حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دروازہ پر گیا اور مُشک کا سوال کیا“ اسی شخص نے جو مخالف تھا۔ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے پکارنے پر فوراً ہی تشریف لے آئے اور اسے ذرا بھی انتظار میں نہ رکھا۔ اس کا سوال سنتے ہی فوراً اندر تشریف لے گئے اور کہہ گئے کہ ٹھہرو مَیں ابھی لاتا ہوں۔ چنانچہ آپؑ نے کوئی نصف تولہ کے قریب مُشک لا کر اس کے حوالہ کر دی۔“

(سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 296،295) (فیروز اللغات صفحہ 175)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ یہ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب طاعون اس ملک میں پھیلی تو اللہ تعالیٰ کی وحی اور علم کے ماتحت ایک دوائی تیار کرنی شروع کی جس کا نام حضورؑ نے ”تریاق الٰہی“ رکھا اور اس دوائی کا کوئی مقرر نسخہ نہ تھا بلکہ جس جس طرح پر اللہ تعالیٰ کی وحی خفی نے ہدایت کی آپؑ اس کے اجزاء مہیا کرتے تھے اور عُرفی اصول کے مطابق یعنی طب کا جو عام رائج اصول ہے اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اجزاء کے وزن اور پیمانے کو اسی اصل علم الٰہی کے ماتحت کر دیا تھا۔ جس جس طرح ہوتا تھا اتنا آپ ڈالتے جاتے تھے۔ اس دوائی میں کئی ہزار کے تو جواہرات ڈالے گئے اور بہت سی قیمتی ادویات ڈالی گئیں۔

جب یہ دوائی تیار ہوئی تو حضورؑ نے نہایت فراخدلی کے ساتھ اسے تقسیم کیا اور ایک حَبَّہ یعنی ایک دانہ بھی کسی سے نہیں لیا۔ کچھ نہیں لیا بلکہ باہر سے طلب کرنے والوں کو رجسٹرڈ پارسل بھی اپنے خرچ سے بھجواتے تھے۔

ڈاکٹر صادق صاحب نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ کسی شخص نے دو تین ماشہ تریاق طلب کیا تو آپؑ نے اسے بہت سی مقدار ڈبیہ میں بند کر کے رجسٹری کروا کے روانہ کر دی۔ عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ خود خاکسار نے بھی عرض کیا تو بہت بڑی مقدار مجھے عطا فرمائی۔ تریاق ہی کے متعلق حضورؑ کا یہ طرز عمل نہ تھا بلکہ ادویات کے متعلق تو حضورؑ کا اسوہ یہ تھا کہ بعض اوقات تمام بوتل ہی حوالہ کر دیتے تھے اور بعض اوقات آپؑ نے نہایت قیمتی اور اعلیٰ درجے کا مُشک اپنے تلخ دشمنوں کو دے دیا۔ جس کا ایک واقعہ کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔

(ماخوذ از سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 310،309)

حضرت شیخ محمد نصیب صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دفعہ ہمیں کستوری کی ضرورت پڑی۔ قادیان میں ان دنوں ملنی محال تھی۔ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں عرض کیا۔

آپؑ نے ضرورت سے بہت زیادہ عطا فرمائی۔“

(روایات اصحاب احمد جلد 5 صفحہ 446)

منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں: ”ایک دوست نے بہت محنت، کوشش اور صرفِ کثیر کر کے کسی شخص سے ایک کُشتہ کا نسخہ حاصل کیا اور کشتہ بنا کر حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا اور نسخہ بھی دے دیا۔ ایک اَور دوست نے مجھے کہا کہ وہ نسخہ حاصل کیا جائے مگر وہ دوست کسی کو بتاتے نہیں تھے۔ مَیں حضرت صاحبؑ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ فلاں دوست نے کوئی کشتہ حضورؑ کو دیا ہے فرمانے لگے... وہ شیشی پڑی ہوئی ہے وہ لے لو۔ مَیں نے عرض کیا اس کا نسخہ؟ حضورؑ نے فرمایا: وہ بھی“ وہاں ہی ساتھ ہی ”پڑا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ کشتہ معہ نسخہ کے مَیں لے آیا اور اس دوست کو دکھایا کہ دیکھو تم نہیں بتاتے تھے مَیں لے آیا ہوں، یہ ہے۔ وہ حضورؑ کی خدمت میں جا کر عرض کرنے لگا کہ حضورؑ نے وہ دے دیا ہے۔ فرمانے لگے: وہ ہم سے لے گیا۔“ آیا تھا مانگنے ہم نے دے دیا۔ پھر ”حضورؑ نے مجھے یہ بھی فرمایا کہ مرزا صاحب (یعنی حضورؑ کے والد صاحب مرحوم) کی بیاض ہمارے پاس ہے“، تمہیں نسخے چاہئیں ناں تو اپنے والد کی بیاض مَیں تمہیں دیتا ہوں“ اس میں بہت عمدہ نسخے ہیں وہ بھی آپ لے لیں۔ پھر مجھے اس بیاض کے لینے کا خیال نہ رہا گو حضورؑ نے عنایت فرمانا چاہی تھی۔“

(اصحابِ احمد جلد 4 صفحہ 215-214)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنے ایک خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں: بباعث حمل کچھ عرصہ سے میرے گھر میں ایسی تکلیف ہے کہ گھر میں کھانا تیار ہو نہیں سکتا۔ روٹی تندور پر پکوالی جاتی ہے مگر ہانڈی کے واسطے دقّت ہے۔ اس واسطے عرض پرداز ہوں کہ کچھ عرصہ لنگر سے سالن کھانا لگوا دیا جائے۔ اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے جو لنگر کے انچارج تھے میاں نجم الدین صاحبؓ انہیں لکھ کر ہدایت یہ فرمائی کہ مفتی صاحب کو دو وقت لنگر سے عمدہ سالن دے دیا کریں اور یہ تاکید ہے۔

(ماخوذ از ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 281)

حضرت محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک وفد نصیبین بھیجنے کا قصد کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات دریافت کرنے کے متعلق۔ اس میں مرزا خدا بخش صاحب اور مولوی قطب الدین صاحب تھے اور تیسرے ممبر یہ کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب میاں جمال الدین صاحب تھے۔ قرعہ اندازی سے یہ سب مقرر ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے کپڑوں وغیرہ کی تیاری کے لیے تینوں صاحبوں کو پچاس پچاس روپے دیے۔ اور پھر حضورؑ نے ایک جلسہ الوداع کیا۔ بعض وجوہات کی وجہ سے بہرحال بعد میں یہ وفد روک دیا گیا۔ جب وفد کا جانا رک گیا تو کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے پچاس روپے حضورؑ کی خدمت میں واپس پیش کیے۔ حضور نے فرمایا:

جو ہم کسی کو دے دیا کرتے ہیں واپس نہیں لیتے۔

جب والد صاحب واپس گھر آئے تو کہتے ہیں یہ واقعہ انہوں نے مجھے سنایا۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 140)

حضرت ملک غلام حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ 1894ء یا 1895ء کے جلسہ سالانہ کی بات ہے اور حسام الدین صاحب سیالکوٹی کھانا پکانے اور کھانے کے بڑا شوقین تھے، اس وقت جلسے پہ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت صاحبؑ کی خدمت میں شب دیگ کی بڑی تعریف کی۔ عرض کی کہ حضور شب دیگ نہایت لذیذ پکتی ہے۔ شب دیگ میں مختلف گوشت بھی ہوتے ہیں اور اس میں مختلف پھل اور سبزیاں وغیرہ بھی ڈالی جاتی ہیں اور ساری رات پکائی جاتی ہے۔ حضرت صاحبؑ نے مجھے بلایا اور فرمایا شاہ صاحب جو کچھ پسند کریں جس قدر اشیاء چاہیں ان کے لیے مہیا کر دو۔ چنانچہ گوشت یہاں مل جاتا تھا یہاں سے لیا گیا اور شلجم بٹالہ سے منگوائے گئے۔ شام کے قریب قریباً چار دیگیں رکھ دی گئیں اور چاول بھی وہاں دکان سے جو مشہور دکان تھی وہاں سے دو اڑھائی من اچھے چاول لیے اور صبح مہمانوں کو سید حسام الدین صاحب کی منشاء کے مطابق کھانا کھلایا گیا۔ (ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 30)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحبؓ نے مجھے تحریر لکھ کے دی ہے کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لیے چندہ ہو کر نہیں جاتا تھا یعنی باقاعدہ چندے کا انتظام نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پاس سے ہی خرچ صَرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب مرحومؓ نے، وہ انچارج تھے لنگر کے انہوں نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لیے کوئی سامان نہیں ہے۔ یعنی خرچ ختم

ہو گیا ہے، پیسے ختم ہو گئے ہیں۔جنس ختم ہو گئی ہے۔اب مہمانوں کے لیے کوئی کھانے کا سامان نہیں ہے۔آپؑ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے یعنی حضرت اماں جانؓ سے زیور لو جو کفایت کر سکے، کافی ہو فروخت کر کے سامان کرلو۔چنانچہ زیور فروخت کیا گیا یا رہن رکھ کر میر صاحبؓ روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لیے سامان بہم پہنچا دیا۔دو دن کے بعد پھر کہتے ہیں کہ میر صاحبؓ نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لیے پھر کچھ نہیں ہے۔دو دن تو گزر گئے اس زیور کے بیچنے سے اب باقی کیا کریں؟فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم نے دے دیا۔اب ہمیں ضرورت نہیں ہے جس کے مہمان ہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر آنے والے لوگ ہیں یہ اللہ کے مہمان ہیں وہ خود اب انتظام کر دے گا۔کہتے ہیں اگلے دن آٹھ یا نو بجے صبح جب چٹھی رسان آیا تو حضورؑ نے میر صاحبؓ کو اور مجھے بلایا اور چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے۔سو سو پچاس پچاس روپیہ کے اور اس پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں مہمانوں کے صَرف کے لیے روپے بھیجے جاتے ہیں۔وہ آپؑ نے وصول فرما کر توکّل پر تقریر فرمائی۔کہتے ہیں اس وقت اَور بھی چند آدمی وہاں تھے۔وہاں فرمایا کہ جیسا کہ ایک دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ 4 صفحہ 98-97 روایت 1124)

تو آپؑ نے بھی جب یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اس کی خاطر آئے ہیں۔پھر دعا بھی یقیناً آپؑ نے کی ہو گی اور توکّل بھی کامل تھا اور اللہ تعالیٰ نے پھر انتظام فرما دیا۔

حضرت میاں رحمت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ’’حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ قحط اور وباء اکٹھے ہو رہے ہیں پھر بھی لوگ توبہ نہیں کرتے۔بھوک سے مر جاتے ہیں۔اس کے تین سال بعد سخت طاعون ملک میں پھیل گئی۔قحط کے دنوں میں حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ حدیثوں میں اِس کا ذکر آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں قحط پڑے گا۔نبی کریمؐ کا فرمودہ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور دوسری طرف مولوی صاحب خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ غلہ جس قدر ہو سکے مہیا کیا جاوے اور لنگر کا انتظام اس وقت حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔‘‘خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انتظام ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔ قحط کا خطرہ تھا، خوف تھا۔اس لیے آپؑ نے کہا جنس وغیرہ کا انتظام پہلے کرو اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے سپرد یہ کام کیا کہ فوراً خرید لیں۔حضورؑ نے مولوی صاحب کو فرمادیا اور حضورؑ کے حکم سے مولوی صاحبؓ نے تیس بوری لنگر خانہ کی مجھ سے خرید کی۔چندہ کی قلّت تھی اور جس قدر زیور گھر میں موجود تھا سب فروخت کر دیا‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔’’سات سو روپیہ گندم خریدنے کے لیے مولوی صاحب کو دیا‘‘ سات سو روپے اس زمانے میں بڑی رقم تھی۔’’حضرت مولوی صاحب نے میاں نجم الدین صاحب مرحوم کو گندم خریدنے کے لیے گاؤں میں روانہ کر دیا۔‘‘ کہتے ہیں کہ اس کے ’’ہمراہ مرزا اسماعیل صاحب بھی گئے۔غلہ لیا گیا اور بیکانیر‘‘ بھارت کی ریاست راجھستان کا ایک علاقہ ہے سے ’’اجڑ کر ہمارے ملک میں آ گئے۔‘‘وہاں قحط بہت پڑ گیا تھا وہاں سے لوگ آ گئے‘‘اور روٹی روٹی کی آواز ہر طرف سے آیا کرتی تھی۔حضورؑ نے حکم دیا کہ لنگر میں ہر وقت آٹا پکتا رہے اور روٹی تیار رہے۔میاں نجم الدین صاحب کو فرمایا کہ روٹی مانگنے والے کو روٹی دی جاوے اور کوئی بھی خالی ہاتھ نہ جائے۔چند روز میں غلہ ختم ہو گیا‘‘ جو خرید اتھا۔’’پھر حضورؑ نے تقریر فرمائی جس کے الفاظ یہ تھے کہ یہ وقتی بات ہے ہمیشہ نہ ایسی قربانی کرنی پڑتی ہے نہ ایسا اجر ملا کرتا ہے۔یہ مومنوں کے لیے خاص دن ہیں۔اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اللہ تعالیٰ دوستوں کو توفیق دے۔اس تقریر پر کچھ روپیہ اکٹھا ہو گیا اور کچھ باہر سے آیا اور غلہ خرید کیا گیا۔غرض اسی طرح یہ سلسلہ قحط کے دنوں میں جاری رہا۔‘‘ جو لوگ آتے تھے قحط زدہ ان کو فوراً کھانا مہیا کیا جاتا تھا‘‘اور حضورؑ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے فلاں اخبار میں دیکھا کہ کسی ملک میں اتنے بچے بھوک سے مر گئے اور اتنے آدمی مر گئے۔غلہ ملتا نہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے کہ غلہ نہیں ملتا اور بارہا ذکر کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرما دے اور سخت گھبراہٹ سے میاں نجم الدین سے پوچھتے اور مولوی صاحبؓ سے غلہ کے بارہ میں ذکر کرتے تھے۔‘‘

(روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 73-72) (بیکانیر : ویکیپیڈیا)

آج کل بھی دنیا کے بعض ملکوں میں یہ حالات ہیں۔بڑی مشکل ہے۔قحط سالی ہے۔غلہ نہیں ملتا یا مہنگائی ہے خرید نہیں سکتے۔غربت سے، بھوک سے لوگ مر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جہاں جہاں پتہ لگتا ہے جماعت ان کی مدد کے لیے رقمیں بھی بھیج دیتی ہے اور ضروریات بھی پورا کرتی ہے اور اس میں لوگ بھی اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی مزید توفیق دے کہ ان غریبوں کی مدد کے لیے، قحط زدہ لوگوں کی مدد کے لیے مزید کوشش کرتے رہیں۔

حضرت قاضی نور محمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے کی بات ہے۔کہتے ہیں میرے ہم جماعت تھے خاکسار کو ان کے ساتھ دار مسیح میں رات کو پڑھنے کا موقع ملتا رہا۔حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ پڑھایا کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام مستورات میں وعظ فرمایا کرتے تھے۔اس وقت تو وعظ کی آواز ہمارے کانوں تک بخوبی پہنچتی تھی مگر افسوس اس میں سے کوئی یاد نہیں۔لنگر کے آٹے کے واسطے عموماً مُلّا احمد نور جایا کرتے تھے اور گدھے پر جب آٹا آتا تو خاکسار کو آٹے کی بوری اٹھا کر دار مسیح میں پہنچانے کا موقع بھی اللہ تعالیٰ بخشتا۔اور

حضور علیہ السلام کو ایک دفعہ مَیں نے دیکھا کہ کُرتے کی جھولی میں بہت سے روپے لائے اور بغیر شمار مُلّا احمد نور کی جھولی میں ڈال دیے۔

بغیر گنے پیسے دے دیے کہ لنگر خانہ کا کیونکہ انتظام ہے جاؤ اور خرید کے لاؤ چیزیں تا کہ لنگر کا انتظام چلتا رہے۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 75)

حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میرا گلا ایسا بند ہوا کہ آواز نکلنی بند ہو گئی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ... کو فرمایا چراغ کے گلے کا علاج کریں۔کیا سبب ہے کہ اس کی آواز نہیں نکلتی۔حضرت مولوی صاحبؓ علاج فرماتے رہے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔پھر ایک موقع پر ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر بوڑے خان صاحب لاہور اکٹھے ہوئے تو ان کے سامنے بھی حضورؑ نے اس بات کا ذکر فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ لڑکے کی آواز بند ہے؟اس پر ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے میرا گلا دیکھ کر کہا کہ حضور حکم دیں تو اس کے گلے اندر سے کاٹ لیے جاویں‘‘یعنی لگتا ہے ٹانسلز کی وجہ سے ہو گی ’’اور اس طرح کرنے سے آواز کھل جائے گی۔حضورؑ نے اس پر کچھ نہیں فرمایا‘‘ اور خاموش ہو گئے۔کہتے ہیں: ’’پھر چند دنوں کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ چراغ!اب ہم تیرا علاج کریں گے اور اسی وقت دیکھ کر فرمایا کہ ہم تیرے لیے نسخہ تیار کریں گے۔خدا کی حکمت ہے کہ اسی دن امرتسر کا ایک عطار آک کے پتوں کا اچار والا مرتبان لایا۔حضورؑ نے کھول کر دیکھا اور فرمایا: یہ تیرا علاج ہے۔‘‘ آپؑ نے پہلے فرمایا کہ نسخہ تیار کروں گا پھر اسی طرح ایک نسخے بنانے والے نے یا اچار بنانے والے نے جو حکمت کا کام بھی کرتا تھا وہ آک کے پتوں کا اچار لے کر آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ تمہارا علاج ہے۔’’ کھانے کے وقت پھلکے پر دو تین پتے رکھ کر مجھے دے دیتے تھے۔وہ بہت مزیدار تھا اور حضورؑ نے بھی اس میں تناول فرمایا۔‘‘ تے ہیں: ’’مجھے اس سے آرام آ گیا اس پر حضورؑ نے وہ سارا مرتبان مجھے دے دیا کہ تم کھا لو۔چنانچہ مَیں نے وہ کھایا اور مجھے بالکل صحت ہو گئی۔‘‘ (روایات اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 72)

حضرت مرزا افضل بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں قادیان پہلی دفعہ 1898ء میں آیا۔میرے والد مرزا افضل بیگ صاحب مختار عدالت نے تعلیم حاصل کرنے کے لیے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل کر دیا اور بورڈنگ میں چند طالب علم تھے۔اس وقت بورڈنگ کے لڑکوں کے کھانے پینے کا انتظام لنگر خانہ کے ساتھ تھا۔کھانے کے متعلق کچھ شکایت پیش آئی تو

میرے والد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ذکر کیا کہ بچوں کو کھانے کی تکلیف ہے۔اس پر حضورؑ نے از راہ شفقت فرمایا کہ کھانا بچوں کو گھر سے ملا کرے گا۔چنانچہ کئی ماہ تک کھانا حضورؑ کے اپنے گھر سے ہمیں آتا رہا اور کبھی کبھی حضورؑ گھر سے آم اور مٹھائی وغیرہ بھی کھانے کے لیے بھیجتے رہے۔‘‘

(روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 167)

خواجہ عبد الرحمان صاحب کشمیری نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو بتایا کہ ’’حافظ حامد علی صاحب مرحوم ان سے بیان کرتے تھے کہ

جب حضورؑ کے پاس کہیں سے روپیہ آتا تھا تو حضورؑ مجھے بلا لیتے اور بلا گنتی روپیہ دے دیتے۔اور فرماتے تھے کہ اس وقت روپیہ لے لو، نہ معلوم پھر کب ہاتھ میں آئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے ’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم حضرت صاحبؑ کے خاص خادم تھے جنہیں حضرت صاحبؑ گھر کی ضروریات اور مہمانوں وغیرہ کی مہمانی کے لیے روپیہ دیا کرتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ 3 صفحہ 529، 530 روایت 530)

حضرت خان صاحب سید غلام حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ ایک بار حضورؑ نے مجھے قادیان سے بھیجا کہ بٹالہ سے ایک پارسل ریل کا لے کر آؤ۔بلٹی آئی ہے اور پانچ روپیہ بھی مجھے دیے۔‘‘ٹرین کے ذریعے سے بلٹی آئی تھی وہ بٹالے سے لے آؤ۔’’پارسل انگوروں کی ٹوکری تھی جس پر صرف چار آنہ خرچ لگا۔جب میں نے وہ ٹوکری لا کر پیش کی تو حضورؑ نے ٹوکری کا ٹاٹ چاک کر کے دونوں ہاتھوں سے انگور نکال کر پہلے مجھے دیے کہ یہ آپ کا حصہ ہے۔

مَیں نے بقایا رقم پونے پانچ روپیہ واپس کرنے چاہے تو حضورؑ یہ فرماتے ہوئے ٹوکری کو اٹھا کر اندر لے گئے کہ ہم اپنے دوستوں سے حساب نہیں رکھا کرتے۔

اُس وقت میری عمر کہتے ہیں پندرہ سال تھی۔ (ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 5 صفحہ 120)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ کہتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب پشاور میں مل کر وکالت کیا کرتے تھے۔دونوں شریک تھے یعنی آپس میں ان کا مشترکہ کام تھا۔مولوی محمد علی صاحب قادیان آ گئے اور خواجہ صاحب وہاں ہی رہے۔اب حضرت صاحب علیہ السلام پر مقدمات جو تھے غالباً کرم الدین کے مقدمات کا ذکر ہے کہ ان کی پیروی کے لیے خواجہ صاحب پشاور سے آئے۔حضرت اقدس علیہ السلام مبارک مسجد میں تشریف لائے۔خواجہ صاحب نے نہایت رونی شکل بنا کر عرض کیا کہ حضور! خدا اور رسول ہی جانتا ہے کہ کس طرح یہاں پہنچا ہوں۔بیوی کا زیور گروی رکھوا کر کرایہ کے لیے رقم حاصل کر کے یہاں تک پہنچا ہوں۔بہت بری مالی

حالت ہے۔حضرت صاحبؑ فرمانے لگے خواجہ صاحب! آپ کو روپے کی ضرورت ہے؟ آیئے! پھر حضرت صاحبؑ اندر گئے اور خواجہ صاحب بھی ہمراہ گئے۔ایک ٹرنک کھولا اور دو تین بوک ہاتھ سے بھر کر۔اس میں Coin ہوں گے خواجہ صاحب کی جھولی میں ڈال دیے اور فرمایا خواجہ صاحب بس کہ اَور چاہئیں؟ خواجہ صاحب نے کہا بس حضور اب تو بہت ہو گئے ہیں۔خواجہ صاحب نے وہ روپیہ بعد میں مسجد مبارک میں گنا تو قریباً تین سو روپیہ تھا۔خواجہ صاحب دوسرے دن گورداسپور چلے گئے۔حضرت صاحبؑ نے وہ روپیہ اَن گنت ہی ان کی جھولی میں ڈالا اور

حضرت صاحبؑ کی یہ عام عادت تھی کہ روپیہ خادموں کو بھی گن کر نہیں دیتے تھے۔پورا اعتماد اور اعتبار رکھتے تھے۔جہاں تک مجھے رہنے کا اتفاق ہوا ہے کبھی کسی خادم سے حضرت صاحبؑ نے حساب نہیں مانگا بلکہ جب کوئی مانگتا حضرت صاحبؑ اسے دے دیتے۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 277)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ خواجہ صاحب پر شفقت کا یہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”خواجہ کمال الدین صاحب جو آج سلسلہ سے منقطع ہو چکے ہیں“ یعنی جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں ”اور محسن باپ کی اولاد سے بیر اور دشمنی رکھتے ہیں“ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان پہ احسان کیے تھے اور ان کی اولاد حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ اُن سے اُن کو دشمنی ہے، ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نوازشوں اور کرم فرمائیوں اور جُود و عطاء کے بہت بڑے تجربہ کار ہیں۔“ ان کو تو بہت تجربہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نوازشوں کا۔ ”بیش قرار رقوم انہوں نے لیں اور باوجود لینے کے کبھی اقرار نہیں کیا“ لینے کے بعد بھی کبھی بتایا نہیں اور نہ احسان کا شکریہ ادا کیا ”اور اپنی خدمات کی ڈینگ مارتے رہے۔“ یہی کہتے رہے کہ مَیں سلسلے کی بہت بڑی خدمت کر رہا ہوں۔ لکھتے ہیں کہ ”مَیں اسے محسن کشی اور احسان فراموشی سمجھتا ہوں جن ایام میں گورداسپور میں مولوی کرم دین کے مقدمات ہو رہے تھے ایک دفعہ دوران مقدمہ میں انہوں نے حضرتؑ کو خط دکھایا جو انہیں اپنے گھر پشاور سے آیا تھا اس میں خرچ کی تنگی کا ذکر تھا۔حضرتؑ نے فوراً پانچ سو روپیہ نقد ان کو دے دیا اور پھر ماہانہ ایک سو روپیہ ماہوار دیتے رہے۔خاص طور پر احباب نے حضرتؑ کی تحریک پر بہت بڑی رقم اخراجات مقدمہ کے لیے بھیجی تھی جو خواجہ صاحب کے پاس رہتی تھی۔ حضرت صاحبؑ نے کبھی حساب نہیں مانگا۔اس قسم کے مالی سلوک اور عطاء کے علاوہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے ایک قیمتی کوٹ جو افغانی طرز کا تھا لائے۔خواجہ صاحب نے یہ کہہ کر مانگ لیا کہ حضور! یہ کوٹ مجھے عنایت کر دیں کہ مَیں پہن کر عدالت میں داخل ہوا کروں اور اس کی برکت سے فریق مخالف کے وکیل اور عدالت میں میرا رعب ہو۔حضورؑ نے ہنس کر یہ کامدار قیمتی چوغہ خواجہ صاحب کو دے دیا۔“

(سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 312-311)

گذشتہ خطبہ میں بھی ذکر ہوا تھا کہ ایک کوٹ لائے تھے پوستین کا یعنی leather کا بنا ہوا، اچھی اعلیٰ قسم کے چمڑے کا۔آج کل بھی لیدر (leather) کا جو لباس ہے بڑا قیمتی سمجھا جاتا ہے اس زمانے میں بھی تھا۔وہ کوٹ بھی آپؑ نے خواجہ صاحب کے مانگنے پر ان کو دے دیا۔

شیخ حامد علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

”آخر عمر تک مجھ سے کبھی حساب نہیں مانگا اور نہ کبھی ناراض ہوئے

بلکہ ایک دفعہ میں لاہور گیا مولوی نور الدین صاحبؓ نے سات سو کی ہنڈی روانہ کی تھی وہ لے کر گیا۔“ پیسے تھے کوئی منی آرڈر تھا یا واؤچر تھا۔“ کچھ اسباب لایا“ سامان بھی خریدا۔ ”تقریباً پچاس روپے واپس لایا۔“ جو اس میں سے سامان خریدنے کے بعد بچ گئے۔“ اس کا حساب میں نے حضرت صاحبؑ کو دیا۔آپؑ نے فرمایا: مَیں نے کب حساب مانگا ہے۔“

(ماخوذ از سیرت احمدؑ از قدرت اللہ سنوری صاحب صفحہ 59)

حضرت شیخ احمد الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بندے کو حکم دیا کہ تم امرتسر میاں نبی بخش صاحب رفوگر کے پاس جاؤ اور ایک خط لکھ کر دیا کہ یہ ان کو دے دینا۔جو چیزیں وہ خرید کر دے دیں وہ جلدی لے آنا اور کل تک واپس آجانا۔دوسرے دن مَیں کچھ دیر سے پہنچا۔حضورؑ کا ایک خادم میاں کرم داد صاحب تھا۔ان کو حکم دیا کہ جلدی جاؤ اور احمد دین کو امرتسر بھیجا تھا وہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔خیر تو ہے پتہ کرو۔راستے میں میاں کرم داد صاحب کو مَیں مل گیا۔وہ کہنے لگا کہ حضرت صاحبؑ تیرا بہت فکر کر رہے ہیں۔جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو پہلے ہی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور! کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔اس طرح میرا حال دریافت کرنے سے میرا دل باغ باغ ہو گیا کہ میرا حال آپؑ نے پوچھا ہے۔مَیں نے ایک حساب کا کاغذ اور کچھ پیسے واپس دینے چاہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کاغذ کیسا ہے؟ مَیں نے ادب سے عرض کی ان چیزوں کا حساب ہے اور یہ پیسے باقی ہیں۔بہت محبت سے فرمایا کہ

ہمارا اور آپ کا کیا حساب ہے۔یہ پیسے تم اپنی ضرورت میں خرچ کرلو۔

مَیں بہت خوش ہوا۔

(ماخوذ از روایات اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 96-95)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ

”حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپؑ سے کچھ قرض لیا۔ جب انہوں نے اس روپیہ کو حضرتؑ کی خدمت میں واپس بھیجا تو حضرتؑ نے ناپسند فرمایا اور واپس کر کے فرمایا کہ آپ ہمارے روپیہ کو اپنے روپیہ سے الگ سمجھتے ہیں؟“

(سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ سوم صفحہ 307)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ہی تحریر کرتے ہیں کہ

”جب سے حضرت اقدسؑ نے بعثت کا اعلان کیا اور لوگوں کو یہ بھی علم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بشارت دی ہے کہ ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ لوگ علی العموم آپؑ سے کپڑوں کا سوال کرتے تھے اور آپؑ کبھی کسی کو جواب نہیں دیتے تھے اور بعض اوقات یہ حالت ہو جاتی تھی کہ آپؑ کے بدن پر ہی کپڑے رہ جاتے تھے اور سب دے دیے جاتے تھے۔“

(سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی حصہ دوم صفحہ 290)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کہتے ہیں: ”آپؑ نے میر عباس علی صاحب کو براہین احمدیہ کی قیمت جو ان کے پاس آئے خرچ کر لینے کی اجازت دے دی۔یہ وسعت حوصلہ اور فیاضی کا ایک معمولی ثبوت ہے۔“

(حیات احمدؑ از یعقوب علی عرفانی صاحبؓ جلد 2 حصہ دوم صفحہ 200)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ

”مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین صاحب باوجودیکہ سخت مخالف تھے۔“حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت مخالف تھے۔یہ دونوں رشتہ دار بھی تھے لیکن مخالف تھے“ مگر ضرورت کے وقت جب کبھی انہوں نے سوال کیا تو حضورؑ اسے پورا کر دیتے تھے۔چنانچہ ایک دفعہ“ کہتے ہیں ”میرے سامنے مرزا نظام الدین صاحب نے پچاس روپے یا کچھ کم و بیش حضورؑ سے طلب کیے اور حضورؑ نے فوراً حافظ حامد علی کے ہاتھ بھجوا دیے۔“

(اصحابِ احمد جلد 4 صفحہ 216-215)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ” ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد المحی صاحب عرب نے مجھ سے ایک روز حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں ہی ذکر کیا کہ

حضرت صاحبؑ کی سخاوت کا کیا کہنا ہے۔“ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخاوت کا کیا کہنا ہے۔کہتے ہیں: ”مجھے کبھی آپؑ کے زمانہ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔جو ضرورت ہوتی بلا تکلّف مانگ لیتا اور حضورؑ میری ضرورت سے زیادہ دے دیتے اور خود بخود بھی دیتے رہتے۔

جب حضورؑ کا وصال ہو گیا تو حضرت خلیفہ اوّلؓ حالانکہ وہ اتنے سخی مشہور ہیں میری حاجت براری نہ کر سکے۔آخر تنگ ہو کر مَیں نے ان کو لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ تو بن گئے مگر میری حاجات پوری کرنے میں تو ان کی خلافت نہ فرمائی۔حضرت صاحبؑ تو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا کرتے تھے۔اس پر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے میری امداد کی“ لیکن کہتے ہیں کہ ” مگر خدا کی قسم! کہاں حضرت صاحبؑ اور کہاں یہ۔ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔“

(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 545 روایت 562)

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں کسی غریب عورت نے کچھ چاول چرا لیے۔لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور شور پڑ گیا۔حضرت مسیح موعود“ علیہ السلام ”اس وقت اپنے کمرے میں کام کر رہے تھے۔شور سن کر باہر تشریف لائے تو یہ نظارہ دیکھا کہ ایک غریب خستہ حال عورت کھڑی ہے اور اس کے ہاتھ میں تھوڑے سے چاولوں کی گٹھڑی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کو واقعہ کا علم ہوا اور اس غریب عورت کا حلیہ دیکھا تو آپؑ کا دل پسیج گیا۔فرمایا: یہ بھوکی اور کنگال معلوم ہوتی ہے۔اُسے کچھ چاول دے کر رخصت کر دو“ اَور بھی دے دو ”اور خدا کی ستّاری کا شیوہ اختیار کرو۔“

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ یہ واقعہ بیان کر کے لکھتے ہیں کہ ”اس واقعہ پر کوئی جلد باز شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ بات تو چوری پر دلیری پیدا کرنے والی ہے“ کہ ایک چور ہے اس کو آپؑ دلیر بنا رہے ہیں“ ” مگر دانا لوگ سمجھتے ہیں“ عقلمند سمجھتا ہے ”کہ جب مال خود حضرت مسیح موعودؑ کا اپنا تھا اور لینے والی عورت ایک بھوکوں مرتی کنگال عورت تھی تو یہ چوری پر اعانت نہیں بلکہ حقیقتاً اِطْعَامِ مسکین میں داخل ہے۔حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسے حالات میں جبکہ چوری کرنے والا بہت غریب ہو اور انتہائی بھوک کی حالت میں کوئی کھانے کی چیز اٹھالے تو اسے سارق نہیں گردانا بلکہ چشم پوشی سے کام لیا ہے۔“

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 65-64)

یہ ہیں اپنے آقاؐ کی کامل اتّباع کے نمونے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِكَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۲/ جولائی ۲۰۲۶، صفحہ ۷ تا ۱۳)

☆☆☆

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات واُسوہ حسنہ

(تقریر جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2025ء۔ از محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۭ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۭ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ ۧ
لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ
(البقرہ:257)

دین میں کوئی جبر نہیں۔یقیناً ہدایت گمراہی سے کُھل کر نمایاں ہوچکی ہے۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ
وَّمَنْ شَاۗءَ فَلْيَكْفُرْ (الکھف:30)

ترجمہ:اور کہہ دے حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو۔پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ
اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ
النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ
وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (البقرۃ:137)

(اے مسلمانو!) تم کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اُس پر جو ہماری طرف اُتارا گیا اور جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور (اُس کی) اولاد کی طرف اُتارا گیا۔اور جو موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا گیا اور اُس پر بھی جو سب نبیوں کو اُن کے ربّ کی طرف سے عطا کیا گیا۔ ہم اُن میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی کے فرمانبردار ہیں۔

سامعین کرام! مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر کے حوالے سے قرآن کریم نے متعدّد مقامات پر ایسے اُصولی حقائق اور ایسے احکام بیان فرمادیئے ہیں جن کو اگر ملحوظ رکھا جائے اور اُن پر عملدرآمد کیا جائے تو یہ جو آئے دن مذہب کے نام پر لڑائی جھگڑے، قتل وغارت گری کے واقعات رُونما ہوتے رہتے ہیں،اِن کا قلع قمع ہوسکتا ہے بشرطیکہ ان امن بخش اور صلح پسند تعلیمات کو سیاسی مفادات سے الگ اور مبرّا رکھا جائے۔

وقت کی رعایت سے مَیں نے صرف تین آیات اور ان کا ترجمہ پیش کیا ہے۔یہاں یہ بنیادی امر سمجھنے اور یادرکھنے کے لائق ہے کہ مذہب کسی سیاسی جماعت، کسی قوم اور کسی ملک کا نام نہیں ہے بلکہ مذہب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی جسمانی،اخلاقی اور روحانی حالتوں کو دُرست کرتا اور پھر اپنے خالقِ حقیقی سے سچا اور پختہ تعلق قائم کرنے کا راستہ دکھاتا ہے۔اِس غرض کے لئے خدائے ربُّ العالمین ہر ملک وقوم میں اپنے ہادی اور رہنما اور پیغمبر مبعوث فرماتا رہا ہے جیسا کہ فرمایا۔وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ۔(سورہ یونس:48) یعنی ہر ایک امت کیلئے کوئی نہ کوئی رسول ہوتا ہے۔اسی طرح فرمایا وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ رعد:8) اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی اور رہنما ہوتا ہے۔

اسی لئے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تم جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی، قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہو، وہاں تکمیلِ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جن انبیاء پر خدا تعالیٰ کی وحی اور کلام نازل ہوتا رہا اور وہ اپنے اپنے وقت میں اُس الہام وکلام اور شریعتوں کی رُو سے اپنی قوم کی اصلاح اور ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، اُن سب انبیاء پر اور اُن کی لائی ہوئی شریعتوں پر بھی اُصولی طور پر ایمان رکھیں۔اور یہ اقرار کریں کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کہ ہم مسلمان خدا کے رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھتے یعنی منصبِ رسالت کے لحاظ سے سب برابر ہیں اگرچہ اُن کی ذمہ داریوں اور فرائض اور دائرہ کار کے لحاظ سے بے شک اُن کے مراتب میں تفاوت موجود ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد مذہبی رواداری اور آزادیٔ ضمیر کے متعلق قرآنی تعلیمات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اُسوۂ حسنہ کی چند مثالیں وقت کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش کی جاتی ہیں:۔

بات گھر سے شروع کرتے ہیں تو بالعموم یہ دیکھا جاتا ہے کہ بیٹے نے مذہب تبدیل کرلیا تو ماں باپ نے اُس کا بائیکاٹ کر دیا۔برادری والوں نے سوشل تعلّقات بھی منقطع کر لئے۔اس صورت میں ایک مسلمان کو کیا تعلیم دی گئی ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا اَے اللہ کے رسولؐ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، مَیں اُن سے تعلق جوڑتا ہوں وہ توڑ دیتے ہیں۔مَیں احسان کرتا ہوں وہ بدسلوکی کرتے ہیں۔میری نرمی اور حلم کے سلوک کا جواب وہ زیادتی اور جہالت سے دیتے ہیں۔حضرت نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اگر وہ ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تم نے بیان کیا تو تم گویا اُن کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو یعنی اُن پر احسان کر کے اُن کو ایسا شرمسار کر کے رکھ دیا ہے کہ وہ منہ دکھانے کے نہیں رہے اور اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک مددگار فرشتہ اُس وقت تک مقرر رہے گا جب تک تم اپنے حسن سلوک کے اِس نمونہ پر قائم رہو گے۔ (مسند احمد جلد 2 صفحہ 300 مطبوعہ مصر)

حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ بیان کرتی ہیں۔میری مشرکہ والدہ مجھ سے ملنے مدینہ آئیں۔مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا مَیں اُن کے مشرک ہونے کے باوجود اُن سے حسن سلوک کروں۔آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔آخر وہ تمہاری ماں ہے ضرور ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔
(بخاری کتاب الادب،باب صلۃ الولد المشرک)

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر رحمی رشتہ داروں نے دعویٔ نبوت پر آپؐ کی مخالفت میں انتہائی ظالمانہ رویّہ رَوا رکھا۔مگر آپؐ فرماتے تھے کہ بے شک قریش کی فلاں شاخ میری دشمن ہوگئی ہے مگر آخر میرا اُن سے ایک خونی رشتہ ہے۔مَیں اِس رحمی تعلق کے حقوق بہرحال ادا کرتا رہوں گا۔چنانچہ آپؐ کے ایک صحابی ثُمامہ بن اُثال تھے جو یمامہ میں رہتے تھے اور ان کی طرف سے مکہ والوں کو گندم آیا کرتی تھی۔جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور اُن کو علم ہوا کہ مکہ والے نبیٔ کریمؐ کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرتے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ آج کے بعد گندم کا ایک دانہ بھی اِدھر سے مکّہ میں نہیں پہنچے گا۔اور انہوں نے مکّہ والوں کو کہہ دیا کہ جب تک میرے محبوبؐ اجازت نہیں دیں گے یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔تب مکہ والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ تو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہیں ہماری گندم بند ہوگئی ہے اور ہم بھوکے مر رہے ہیں ہم پر رحم فرمائیں۔چنانچہ اس رحمۃٌ للعالمین کی شفقت سے مکہ والوں کی گندم دوبارہ شروع ہوگئی۔ (السیرۃ النبویۃ لابنِ ہشام)

اسی طرح ہجرتِ مدینہ کے بعد اہلِ مکہ کو ایک شدید قحط نے آگھیرا۔یہاں تک کہ اُن کو ہڈیاں اور مُردار کھانے کی نوبت آگئی۔تب مجبور ہوکر ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور اب آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ہمارے حق میں دعا کریں کہ بارش نازل ہو اور قحط سالی دوُر ہو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قطع نظر اس بات کے کہ یہ وہی مکہ والے ہیں جنہوں نے آپ کو اور آپ کے اہل وعیال کو مسلسل تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر رکھا تھا حتّٰی کہ کھانے پینے کی چیزیں بھی وہاں تک پہنچنے نہ دیتے تھے آپؐ نے فوراً دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور یہ دُعا اس قدر مقبول ہوئی کہ خوب بارشیں ہوئیں اور اہل مکہ کی فراخی اور راحت کے دن لَوٹ آئے۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الروم۔الدخان)

اپنوں سے نکل کر ہمسایوں کی بات آتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایوں اور پڑوسیوں سے، قطع نظر اس کے کہ وہ مسلم ہیں یا غیر مسلم، اس قدر رَواداری اور حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی کہ اگر اس پر عملدرآمد کیا جائے تو کبھی بھی محض اختلافِ مذہب کی بناء پر باہمی تنازعات نہ ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے۔خدا تعالیٰ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے۔خدا تعالیٰ کی قسم! وہ شخص مومن نہیں ہے (تین مرتبہ یہی الفاظ آپؐ نے دہرائے)۔آپؐ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! کون مومن نہیں ہے۔آپؐ نے فرمایا۔وہ، جس کا پڑوسی اُس کی شرارتوں اور اُس کے اچانک واروں سے محفوظ نہ ہو۔ (بخاری کتاب الادب/حدیث:6016]

اچانک حملے مختلف طریقوں سے ہوتے ہیں۔کبھی رات کے وقت ریڈیو، T.V پر اُونچی آواز سے پروگرام سُنتے ہیں جس سے اس کا پڑوسی آرام کی نیند سو نہیں سکتا۔کبھی گھر کا کچرا ہمسایہ کے دروازے کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے وغیرہ۔

حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا۔اے ابوذر! جب بھی تم کوئی اچھا سالن بناؤ تو اس کا شوربہ کچھ زیادہ کرلیا کرو اور اپنے پڑوسی کا بھی خیال رکھو یعنی پڑوسیوں کو بھی کبھی سالن بھجوادیا کرو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کس طرح معلوم ہو کہ مَیں اچھا کر رہا ہوں یا بُرا کر رہا ہوں۔آپؐ نے فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سُنو کہ تم بڑے اچھے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا طرزِ عمل اچھا ہے اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم بڑے بُرے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا رویّہ بُرا ہے۔
(ابن ماجہ کتاب الزھد/حدیث: 4223)

پھر یہ کہ اپنے مذہب اور مسلک کو پھیلانے کے لئے زبردستی کرنا یا جنگ کرنا ہرگز جائز نہیں۔قرآن کریم کا واضح بیان ابتداء میں پیش کرچکا ہوں لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کہ دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔نیز یہ بھی اعلان فرمادیا کہ حق تو تمہارے ربّ کی طرف سے آچکا اِسکے بعد کسی جبر کا سوال ہی باقی نہیں رہتا کیونکہ حق تو اُسی امر کو کہا جاتا ہے جو دلوں کو اپنی سچائی اور خوبی کے ساتھ منوائے جس کا جبر وتشدّد کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو اب لوگوں کا اختیار ہے کہ چاہے تو ایمان لائیں یا انکار کر دیں۔

ایک اور آیت میں یہ اعلان فرمایا گیا کہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ یعنی اَے کافرو اور منکرو! تمہیں اپنے دین کی آزادی اور مجھے اپنے دین کی آزادی ہے۔(سورۃ الکافرون:7)

مذکورہ آیات، مذہبی آزادی کے چار بنیادی حقوق عطا کرتی ہیں۔اوّل یہ کہ کسی کو زبردستی اپنے مذہب میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔دوئم یہ کہ کسی مذہب میں اپنی مرضی سے داخل ہونے والے کو جبراً روکا نہیں جاسکتا۔سوئم یہ کہ اپنے عقیدہ کے اعلان واظہار کے مطابق اس پر قائم رہنے اور رسوم وعبادات ادا کرنے پر کوئی پابندی اور زبردستی جائز نہیں۔اور چہارم یہ کہ اگر کوئی مذہب میں نہ رہنا چاہے اُسے جبراً مذہب میں رکھنا جائز نہیں اور جو رہنا چاہے

اُسے جبراً نکالنا جائز نہیں۔ یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی جنگوں پر جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ جنگیں دین اسلام کو پھیلانے کی غرض سے تھیں بالکل غلط الزام ہے۔ اسلامی جنگیں محض دفاعی جنگیں تھیں یا فتنہ وفساد کو دور کرنے اور امن وامان کو قائم کرنے کے لئے تھیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا نمونہ تو یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا کے لئے ہادی اور رسول بنا کر بھیجا تھا اور مرتبہ کے لحاظ سے خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا تھا لیکن آپ نے کبھی یہ پسند اور برداشت نہیں کیا کہ کوئی مسلمان بے موقع و بے محل آپ کو دوسرے نبیوں سے افضل بتا کر امن کے ماحول کو خراب کرے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی بازار میں سودا بیچ رہا تھا اُسے ایک مسلمان نے ایک چیز کی تھوڑی قیمت بتائی جو اُس یہودی کو ناگوار گزری اور اُس نے کہہ دیا کہ اُس ذات کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ اس بات پر اُس مسلمان کو غصہ آ گیا اور اُس نے اُس یہودی کو تھپڑ مار دیا۔ اُس یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم آپ کی ذمہ واری اور امان میں ہیں اس مسلمان نے مجھے تھپڑ مار کر زیادتی کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس مسلمان پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے نبیوں کے مابین فضیلت نہ دیا کرو۔

مذہبی رواداری کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی اختلافات کے باوجود اُس نکتہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی جائے جس پر باہم اتفاق ہو سکتا ہو اور باہمی نفرت دور ہو سکتی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران:65)

تُو کہہ دے اے اہل کتاب! اُس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اُس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہنا کہ یقیناً ہم مسلمان ہیں۔

اب دیکھ لیں اس میں ایک مسلّمہ اور متّفقہ امر کے حوالے سے اتحاد کی طرف بلایا گیا ہے لیکن اگر کوئی اس اُصول کو بھی ماننے کیلئے تیار نہ ہو تو اُس سے مجادلہ اور مقاتلہ کرنے کی اجازت نہیں ہے صرف یہ بتا دینا کافی ہے کہ ہمارا نظریہ تو یہ ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ کی مسلسل مخالفت اور ظالمانہ ایذاء رسانیوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کو اپنے عقائد کے مطابق عمل کرنے اور تبلیغ کرنے سے جبراً روکنے کے سبب خدا کے اِذن سے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ جہاں بعض نَو مسلم خاندانوں کے علاوہ یہود کے تین قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ اور دو قبائل مشرکوں کے اوس اور خزرج موجود تھے۔

ان پانچوں قبائل میں نظم ونسق نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ خاص طور پر یہود کے تین قبائل آزاد اور خود مختار رنگ میں الگ الگ قلعوں میں بُود و باش رکھتے تھے۔ ان حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاستِ مدینہ میں مذہبی رواداری اور امن وامان کے قیام کی غرض سے بالخصوص یہود کے قبائل کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ فرمایا جس کی شرائط کچھ اس طرح تھیں:۔

ا۔ مسلمان اور یہودی آپس میں ہمدردی اور اخلاص کے ساتھ رہیں گے اور ایکدوسرے کے خلاف زیادتی یا ظلم سے کام نہیں لیں گے۔

۲۔ ہر قوم کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

۳۔ ہر قسم کے اختلاف اور تنازعات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رجوع کریں گے اور ہر ایک کا فیصلہ اُس قوم کی اپنی شریعت کے مطابق کیا جائے گا۔

۴۔ تمام شہریوں کی جان ومال محفوظ ہوں گے۔

۵۔ اگر یہودیوں یا مسلمانوں کے خلاف کوئی قوم جنگ کرے گی تو یہود اور مسلمان ایکدوسرے کی حمایت اور امداد کیلئے کھڑے ہوں گے۔

۶۔ اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

۷۔ کوئی فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر جنگ کے لئے نہیں نکلے گا۔ ۸۔ اس معاہدہ کے مطابق کوئی ظالم یا فسادی سزا سے انتقام سے محفوظ نہیں ہوگا۔ وغیرہ

ہر چند کہ یہودی قبائل مسلسل اس معاہدہ شکنی کے مرتکب ہوتے رہے لیکن نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایفائے عہد کے ساتھ ان سے حسن سلوک ہی روا رکھا۔

پس ایسے ناساعد حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت پُرحکمت طریق پر ریاستِ مدینہ کا نظم ونسق سنبھالنا، بالخصوص ایک ایسی ریاست میں جس میں مختلف مذاہب اور مختلف مسلکوں سے تعلق اور عقیدت رکھنے والوں کی ہو۔۔۔وہاں ہر ایک کو اپنے عقیدہ اور مسلک پر عمل پیرا ہونے اور اسکے اظہار اور پُرامن تبلیغ کرنے کی آزادی دینا اور پھر اس پر عملدرآمد کر کے دکھا دینا یہ مذہبی آزادی اور رواداری کی بے نظیر مثال ہے۔

ایک مرتبہ نجران کا عیسائی وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہبی تبادلہ خیال کی غرض سے مدینہ آیا۔ آپؐ نے انہیں مسجد نبوی میں نہایت عزّت وتکریم کے ساتھ ٹھہرایا اور وہ جب اپنی عبادت کے لئے کہیں باہر جانے کے لئے دیکھ رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا! اِدھر اُدھر جانے کی ضرورت نہیں اِسی مسجد میں آپ اپنے طریق کے مطابق عبادت کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم نے تو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ جو لوگ اللہ کے سوا اَور ہستیوں اور چیزوں کی پوجا کرتے ہیں تم اُن کو بھی بُرا مت کہو ورنہ وہ بھی دشمنی کی راہ سے نادانی میں اللہ کو گالی دیں گے۔ (سورۃ الانعام:109)

مشرکین مکہ نے غزوہ اُحد کے موقع پر مسلمان شہداء کی نعشوں کا مثلہ کر کے یعنی اُن کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر بے حُرمتی کی تھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کبھی اس رنگ میں بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ اس کے برعکس آپؐ کا یہ اُسوہ تھا کہ ایک دفعہ ایک یہودی کا جنازہ آ رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے احترام کے لئے کھڑے ہو گئے کسی نے عرض کیا کہ حضور! یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا اُس میں جان نہیں تھی کیا وہ انسان نہیں تھا۔ (بخاری/ کتاب الجنائز/حدیث: 1312)

حضرت یعلیٰ بن مُرّہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی سفر کئے، کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ نے کسی انسان کی نعش پڑی دیکھی ہو اور اُسے دفن نہ کروایا ہو۔ آپؐ نے کبھی یہ نہیں پوچھا کہ یہ مسلمان تھا یا کافر۔

جنگِ بدر میں ہلاک ہونے والے مشرک سرداروں کی لاشوں کو مشرکین مکہ کھلے میدان ہی میں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اُن سب کو ایک گڑھے میں دفن کروا دیا تھا جسے قلیب بدر کہتے ہیں۔ (بخاری کتاب المغازی، حدیث: 3976)

غزوہ احزاب میں مشرکین کا ایک سردار نوفل بن عبد اللہ مخزومی مقابلہ میں ہلاک ہوا، مشرکین مکہ حضرت حمزہؓ کے ساتھ کئے گئے بہیمانہ سلوک کی وجہ سے طبعاً خائف تھے کہ اُن کے سردار سے بھی ایسا ہی سلوک نہ کیا جائے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کو پیغام بھیجا کہ دس ہزار درہم ہم سے لے لیں اور نوفل کی نعش واپس کر دیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہم مُردوں کی قیمت نہیں لیا کرتے تم اپنی نعش واپس لے جاؤ۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 3)

مفتوح اور مغلوب اقوام سے بالخصوص جن کے ہاتھوں مدتوں ناقابلِ بیان تکالیف اور اذیتیں برداشت کی ہوں، اُن سے حسن سلوک کرنا، تاریخ عالم میں بجُز بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَور کہیں نظر نہیں آتا۔

مشرکین مکہ کے سردار ابو جہل کا بیٹا عکرمہ اپنے باپ کی طرح رسول اللہؐ سے جنگیں کرتا رہا۔ حتّٰی کہ فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عفو عام کے اعلان کے باوجود ایک دستے پر حملہ آور ہو کر حرم میں خونریزی کا باعث بنا اور اپنے جنگی جرائم کی وجہ سے ہی وہ واجبُ القتل ٹھہرا تھا۔ اپنی جان بچانے کے لئے وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اُس کی بیوی اُمّ حکیم جو مسلمان ہو چکی تھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسکی معافی کی طلبگار ہوئی تو آپؐ نے کمال شفقت سے معاف فرما دیا۔ وہ اپنے شوہر کو واپس لانے کیلئے بھاگی اور جبکہ وہ بحری جہاز میں سوار ہونے کو تھا اُس کو کھینچ لائی کہ واپس چلو رسول اللہؐ نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ لیکن عکرمہ کو اپنی معافی پر یقین نہ آتا تھا تاہم بیوی کے کہنے پر لرزاں وترساں مکہ واپس آ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا واقعی آپ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں مَیں نے تمہیں معاف کر دیا ہے پھر اُس نے پوچھا کیا اپنے دین پر رہتے ہوئے آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ تب اُس مشرک عکرمہ کا سینہ اسلام کے لئے کُھل گیا اور وہ یہ رَواداری اور حسنِ سلوک دیکھ کر بے اختیار کہہ اُٹھا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو بہت ہی صلہ رحمی کرنے والے اور بے حد حلیم اور بہت ہی کریم ہیں، مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 92 مطبوعہ بیروت)

اسی طرح ان مجرموں میں ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بھی تھی جس نے جنگِ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا تھا۔ اور ان کے ناک کان اور دیگر اعضاء کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑا اور اُن کا کلیجہ چبا کر آتش انتقام سرد کی تھی۔ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت لی تو یہ بھی نقاب اوڑھ کر بیٹھ گئی کیونکہ اس کے جرائم کی وجہ سے اسے بھی واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

”۔۔۔جب عورتیں بیعت کے لیے آئیں تو ہندہ بھی چادر اوڑھ کر ساتھ آ گئی اور اس نے بیعت کر لی۔ جب وہ اس فقرہ پر پہنچی کہ ہم شرک نہیں کریں گی تو چونکہ وہ بڑی تیز طبیعت تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! ہم اب بھی شرک کریں گی؟ آپؐ اکیلے تھے اور ہم نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ آپ کا مقابلہ کیا۔ اگر ہمارے خدا سچے ہوتے تو آپ کیوں کامیاب ہوتے۔ وہ بالکل بیکار ثابت ہوئے اور ہم ہار گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہندہ ہے؟ آپؐ اس کی آواز کو پہچانتے تھے، آخر رشتہ داری تھی۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ! اب میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ اب آپ کو مجھے قتل کرنے کا اختیار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا ہاں اب تم پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی۔ غرض وہ قوم جو سمجھتی تھی کہ آپ نے سب خداؤں کو کُوٹ کر ایک خدا بنالیا ہے ان میں اتنا تغیر پیدا ہو گیا کہ ہندہ جیسی عورت نے کہا کہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا ایک نہیں۔“

(انوار العلوم جلد 20 صفحہ 15،14)

اللّٰھم صل علیٰ محمّد وبارك وسلّم انك حمید مجید

سامعین کرام! اس موضوع اور مضمون کی مناسبت سے آخر پر یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مذہبی رواداری اور آزادئ ضمیر کے حوالے سے قرآنی تعلیمات اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو دوبارہ زندہ و تابندہ کرنے کے لئے اس زمانہ میں

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ اور بروزِ کامل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کے منصب پر فائز کر کے خاص طور پر ملکِ ہند میں مبعوث فرمایا ہے جسکی ایک بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہندوستان مختلف اقوام وملل کا گہوارہ ہے، مختلف رنگ ونسل اور مختلف زبانوں اور مذاہب کے پیروکاروں کا وطن ہے سو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حسین اور امن بخش تعلیمات کو پھیلانے کے لئے اس ملک کو مرکز بنایا ہے اور اسی ملک سے یہ روشنی آج دنیا کے 220 ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے اس ملکِ ہند میں ہندو اور مسلمان دو بڑی قومیں آباد ہیں۔ ان میں اتحاد واتفاق اور مذہبی رواداری کی تعلیم دیتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ’’پیغامِ صلح‘‘ کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کے چند اقتباسات وقت کی رعایت سے پیش کرتا ہوں:

آپؑ فرماتے ہیں:۔

اے سامعین! ہم سب کیا مسلمان اور کیا ہندو باوجود صدہا اختلاف کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق اور مالک ہے اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں یعنی ہم سب انسان کہلاتے ہیں اور ایسا ہی بباعث ایک ہی ملک کے باشندہ ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اسلئے ہمارا فرض ہے کہ صفائے سینہ اور نیک نیّتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین ودنیا کی مشکلات میں ایکدوسرے کی ہمدردی کریں اور ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔

اے ہموطنو! وہ دین، دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا مثلاً جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں اور چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئی ہیں۔ سب کے لئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے اور سب کے لئے اُس کا سورج اور چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا کام دے رہے ہیں اور دوسری خدمات بھی بجالاتے ہیں۔ اُس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا اور پانی اور آگ اور خاک اور ایسا ہی اُس کی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل اور دَوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اُٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاقِ ربّانی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے بنی نوع انسانوں سے مروّت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور

تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔‘‘

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439 تا 440)

نیز باہمی اتحاد اور اتفاق کی برکتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہوسکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہوسکتیں وہ اتفاق سے حل ہوجاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اِس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیالِ محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اِس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جَلا وطن کردیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہوجائے گا۔۔۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اُس کی اُس شخص کی مثال ہے جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اُسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہٖ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے۔ اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔۔۔‘‘

سامعین کرام! مختلف مذاہب کے مختلف عقائد ونظریات ہوسکتے ہیں جس کو ہر پیروکار علیٰ وجہ البصیرت تسلیم کرتا اور عمل پیرا ہوتا ہو اور عقل وانصاف کے دلائل کے ساتھ دوسروں کو قائل کرسکتا ہو یہی مذہبی آزادی کا مفہوم اور مطلب ہے لیکن اس کے برخلاف جو دوسروں کے مذہبی پیشوا یا اُن کی مسلّمہ کتب کی اہانت اور تکذیب کی کوشش کرے گا تو ایسا عمل فساد اور جنگ وجدال کا موجب ہوگا۔ ورنہ چھوٹے چھوٹے اختلافات باہمی صلح اور اتحاد کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتے۔

اس نکتہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اے عزیزو! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو۔۔۔ توہین سے یاد کرنا اور اُن کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کرتی ہے۔

وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کرسکتا جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیتِ عرفی میں مشغول ہیں۔ اور اُن قوموں میں ہرگز سچّا اتفاق نہیں ہوسکتا جن میں سے ایک قوم یا دونوں ایکدوسرے کے نبی یا رِشی اور اَوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔

اور ہم لوگ، دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدزبانی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جسقدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں اُن کی محبت اور عظمت جاگزیں ہوگئی ہے اور ایک زمانۂ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گُزر گیا تو بس یہی ایک دلیل اُن کی سچائی کیلئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں کے دلوں میں نہ پھیلتی۔‘‘ (ایضاً)

پس بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے آزادیٔ ضمیر ومذہبی رواداری کے حوالے سے جو تعلیمات دیں اور اپنے اُسوۂ حسنہ سے اُسکے عملی ثبوت دیئے اور پھر اِس زمانہ میں آپ کے غلام صادق نے ان تعلیمات اور اُسوۂ حسنہ کو زندہ کر کے پیش کیا ہے اُس کی طرف ہم تمام دنیا کو دعوت دے رہے ہیں کیونکہ آج جو انسانیت کو خطرہ لاحق ہے وہ محض ذات پات کی تفریق اور رنگ ونسل کا امتیاز اور پھر جنون کی حد تک مذہبی اختلافات کا نتیجہ ہے جس نے اس حد تک انسان کو انسانیت سے گرا دیا ہے کہ قتل وغارت گری تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ دہشت گردی اور خودکش حملوں کے علاوہ انتہائی مہلک ہتھیار اور ڈرون حملوں کے نتیجہ میں بچے، بوڑھے، عورتیں اور معصوم جانوں کے قتلِ عام کے واقعات آئے دن ہم سنتے اور دیکھتے آرہے ہیں۔

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آزادیٔ ضمیر اور مذہبی رواداری کے متعلق اسلامی تعلیم اور حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’قرآن کریم میں متعدّد جگہ اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا ذکر ملتا ہے جس میں غیر مسلموں سے حسنِ سلوک، ان کے حقوق کا خیال رکھنا، ان سے انصاف کرنا، ان کے دین پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا، دین کے بارہ میں کوئی سختی نہ کرنا وغیرہ کے بہت سے احکامات اپنوں کے علاوہ غیر مسلموں کیلئے ہیں۔۔۔ اس سراپا رحم اور محسنِ انسانیت اور عظیم محافظِ حقوق انسانی کا تو یہ حال تھا کہ آپؐ جنگ کی حالت میں بھی کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے جو دشمن کو سہولت نہ مہیا کرتا ہو۔ آپؐ کی زندگی کا ہر عمل، ہر فعل، آپؐ کی زندگی کا پل پل اور لحہ لحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ مجسم رحم تھے اور آپؐ کے سینے میں وہ دل دھڑک رہا تھا کہ جس سے بڑھ کر کوئی دل رحم کے وہ اعلیٰ معیار اور تقاضے پورے نہیں کرسکتا جو آپؐ نے کئے، امن میں بھی اور جنگ میں بھی، گھر میں بھی اور باہر بھی، روزمرّہ کے معمولات میں بھی اور دوسرے مذاہب والوں سے کئے گئے معاملات میں بھی اور دوسرے مذاہب والوں سے کئے گئے معاہدات میں بھی۔ آپؐ نے آزادیٔ ضمیر، مذہب اور رواداری کے معیار قائم کرنے کی مثالیں قائم کردیں۔ اور پھر جب عظیم فاتح کی حیثیت سے مکّہ میں داخل ہوئے تو جہاں مفتوح قوم سے معافی اور رحم کا سلوک کیا، وہاں مذہب کی آزادی کا بھی پورا حق دیا اور قرآن کریم کے اس حکم کی اعلیٰ مثال قائم کردی کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورۃ البقرہ: آیت 257) کہ مذہب تمہارے دل کا معاملہ ہے، میری خواہش تو ہے کہ تم سچے مذہب کو مان لو اور اپنی دنیا وعاقبت سنوار لو، اپنی بخشش کے سامان کرلو، لیکن کوئی جبر نہیں۔ آپؐ کی زندگی رواداری اور آزادیٔ مذہب وضمیر کی ایسی بے شمار روشن مثالوں سے بھری پڑی ہے۔‘‘ (بحوالہ خطبہ جمعہ 24/فروری 2006ء)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ دنیا کی تمام حکومتوں اور بالخصوص مسلم حکومتوں اور تنظیموں کو بھی ان اسلامی تعلیمات اور حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ نمونوں کے مطابق آزادیٔ ضمیر اور مذہبی رواداری کو فروغ دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (البقرہ 196)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال وجان خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان سے کام لو۔ اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

طالب دعا: بی.ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی.ایم. بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَ کَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ

(ترمذی، کتاب الجنائز باب ما یستحب من الاکفان حدیث 994)

یعنی سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ یہ بہترین لباس ہے۔ اسی طرح سفید کپڑوں میں ہی دفن کیا کرو۔

طالب دعا: سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: فرد سے معاشرے تک اصلاح کا جامع نظام

محمد عمر تیاپوری، کرناٹک

رسول اکرم ﷺ ایسے دور میں پیدا ہوئے جب شرک اور بت پرستی عام تھی کفر وضلالت کا دور دورہ تھا۔مادہ پرستی اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے بغاوت لوگوں کی فطرت بن چکی تھی۔گمراہی کو راہِ راست سمجھا جاتا تھا اور ہر وہ برائی معاشرے میں موجود تھی جو انسانیت کے منافی ہے۔لیکن ان حالات اور ایسے ماحول میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ نے پورے چالیس برس نہایت ہی پاکیزگی اور شائستگی کے ساتھ زندگی گزاری۔ آپ ﷺ کی شخصیت اور اخلاق لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔معاملات میں آپ صادق اور امین تھے۔عام لوگ آپ کی باتوں کو غور سے سُنتے اور آپ سے مشورے طلب کرتے اور اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے۔گویا حُسنِ اخلاق کے تمام تر نمونے آپ کی سیرتِ پاک میں موجود تھے۔تاریخ شاہد ہے رسول اللہ ﷺ نے ماں کی گود سے لے کر وفات تک عرب کے معاشرے اور گرد و نواح کے ماحول کا ذرّہ بھر بھی اثر قبول نہیں کیا۔اس کے برعکس رسول ﷺ مسلسل چالیس سال تک سماج اور معاشرے کی برائیاں دیکھتے رہے اور اپنے دل ہی دل میں کُڑھتے رہے کہ ان بُرائیوں اور بدعنوانیوں کو کیسے ختم کیا جائے۔ظاہر ہے بہتر اور مفید زندگی گزارنے اور پاکیزہ معاشرہ کو قائم کرنے کے لئے ایک انقلاب کی ضرورت تھی جو آپ نے پیدا کیا۔چنانچہ آپ ﷺ نے ایسے جامع و مانع اصلاحی نظام کی بنیاد رکھی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ایسا نظام جو ساری دنیا کے لئے قابلِ قبول ہی نہیں قابلِ عمل بھی ہے اور عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے اور اس پر عمل کرنا سب کیلئے آسان ہے۔ اس پر عمل کرنے کے نتیجے میں نہ صرف بُرائیاں دُور ہو جائیں گی بلکہ عالمِ انسانیت کو پرسکون اور امن کی زندگی گزارنے کے مواقع بھی میسّر آئیں گے۔

ظہورِ قدسی سے قبل ساری دنیا میں بندہ اور آقا کے درمیان بہت تفریق تھی۔بادشاہ اور حاکم ظلِ سُبحانی کہلاتے تھے۔خدائی اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھّے ہوئے تھے۔سیاہ وسفید کے مالک تھے۔ ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون تھا۔ان کے ہر حکم کی تعمیل ضروری تھی اور لوگ مختلف طبقوں میں بٹے ہوئے تھے۔اونچے اور اعلیٰ درجے کے لوگ ہر قسم کے قانون سے بالاتر تھے۔کمزور، غریب اور بے سہارا لوگ مفلسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ انسانیت دم توڑ چکی تھی۔ذات پات کی خود ساختہ تفریق، پست اور بُلند طبقوں کے من گھڑت امتیاز کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔محسنِ انسانیت ﷺ نے ان تمام حد بندیوں کو ختم کر دیا اور ان کو ان کی چھِنی ہوئی عزّت و حرمت واپس دلادی۔آدمیت کا بول بالا ہوا۔انسانی مساوات کو فروغ ملا اور ببانگِ دہل یہ اعلان فرمایا:

لوگو خبردار ہو جاؤ تمہارا رب ایک ہے تمہارے جدِّ اکرم حضرت آدم علیہ السلام ایک ہیں اور کان کھول کر سُنو عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ۔(الحجرات:14) صرف تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنیاد پر فضیلت حاصل ہے۔نسل و رنگ زبان و وطن، دولت و ثروت کی کمی و بیشی پر بھی اس کا انحصار نہیں۔خدا کے نزدیک حُسنِ نیّت حُسنِ عمل اور حُسنِ اخلاق ہی بڑائی اور بزرگی کی علامت اور بنیاد ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا قانون کی نظر میں چھوٹا ہو یا بڑا ہو نوکر ہو یا مالک، غلام ہو یا آقا غریب ہو یا امیر رعایا ہو یا حاکم سب برابر ہیں۔سب پر خدا کی بندگی اور اطاعت یکساں طور پر ضروری اور لازمی ہے۔کسی سپہ سالار اور حکمران کو اور نہ ہی کسی مذہبی پیشوا کو یہ حق حاصل ہے کہ لوگوں کو خدا کی بجائے اپنی اطاعت پر مجبور کرے۔

سب انسان برابر ہیں۔ الناس کلھم بنو آدم و آدم خلق من تراب ۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹّی سے پیدا کیا ہے۔

ہادیٔ برحق نے جانی دشمنوں کو بھی اخوّت و محبّت کی لڑی میں پرو دیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کو بھائی بھائی بنادیا۔بُغض و عناد، عداوت، کینہ ان سب کا خاتمہ کر دیا۔انسانوں کے ساتھ رحمت وشفقت کا رویہ اختیار کرنے کا پیغام دیا۔انسانی جان و مال اور آبرو کی حرمت کا سبق دیا۔میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو ظلم سے باز رہنے کی تاکید فرمائی۔معذوروں اور بے گناہوں کو قتل کرنے اور قیدیوں کو ستانے سے منع فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عورت کو معاشرہ میں کوئی مقام اور درجہ حاصل نہیں تھا۔ہر جگہ عورت کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔اس کو صرف باندی کا درجہ حاصل تھا۔عورت صرف بازار میں بِکنے والی اور لُبھانے والی چیز تھی۔آپ ﷺ نے عورت کو ذلّت اور پستی کے گڑھے سے نکال کر مرد کے ساتھ برابری کا مقام دیا۔اس کو نصف انسانیت قرار دیا۔ اپنی کمائی کا مالک اور جائیداد میں حصّہ دار بنادیا۔ ماں، بیوی، بیٹی اور بہن ہر اعتبار سے اس کے مقام میں اضافہ کر دیا۔مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت اور تسکین کا باعث قرار دیا۔عورت کی عصمت اور عفّت کا احترام کرنا سکھایا۔ دین و دنیوی علوم حاصل کرنے میں عورت کو مرد کے برابر کا حصّہ قرار دیا۔آپ ﷺ نے نیکی اور بھلائی کے معاملوں میں مرد اور عورت کی تفریق کو مٹا دیا۔فرمایا اللہ ربّ العزّت تقویٰ اور پرہیز گاری کو دیکھتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کون مرد ہے اور کون عورت ہے۔حِجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔اس طرح باندی اور غلاموں کو آزاد کرنے اور اُن سے حُسنِ سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ صدیوں سے چلی آرہی قدیم رسم کا خاتمہ کر دیا۔ آپ نے اپنے دور ہی میں پردہ کے رواج کو فروغ دیا۔نامحرم مردوں اور عورتوں کے مخلوط اجتماعات کو پسندیدہ خیال نہیں کیا جاتا تھا تاہم عورتیں معاشرتی سرگرمیوں میں پردہ کی رعایت سے حصّہ لیتی تھیں۔ وہ نہ صرف مساجد میں خُطبات سُنتی تھیں بلکہ حسب ضرورت جنگوں میں بھی شرکت کرتی تھیں۔

بعثت سے قبل عرب معاشرے کی دینی حالت بھی انتہائی خراب تھی۔ 360 بُتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ سب سے بڑا اور عظیم اصلاحی کام آپ ﷺ نے یہ کیا عقیدۂ توحید کو دلوں میں نافذ کیا۔آخرت میں جواب دہی کا عقیدہ عام کیا۔قلوب اور ارواح کا تزکیہ کیا۔لوگوں کو اللہ کی اطاعت کے قانون پر آمادہ کیا۔ دلوں کو نیکی اور بھلائی کی طرف مائل کیا۔خدائے واحد کی عبادت اور بندوں کی خدمت کا جذبہ پیدا کیا۔ ناپسندیدہ کاموں سے نفرت کرنا سکھایا۔شرم و حیا، عفّت و پاکدامنی کو ایمان کا لازمی حصّہ قرار دیا۔اس طرح ایک پاکیزہ معاشرے کی تشکیل میں ایک نمایاں کامیابی حاصل کی۔فرد کے حقوق و فرائض کے علاوہ خاندانی زندگی کو بہتر بنانے کے اصولوں کی نشاندہی فرمائی۔ایک خاندان کی تعمیر میں مرد اور عورت کے فرائض اور ماں باپ، بیٹا، بیٹی، بھائی اور بہن کے درمیان رشتوں کا تعین فرمایا۔شادی کو ایک پسندیدہ عمل قرار دیا۔ان اقدامات سے معاشرہ کی عمومی فضا پر خوش گوار اثرات مرتب ہوئے۔اس بے مثال اور شہرۂ آفاق کامیابی کے باوجود آپ ﷺ نے ایک خود مختار شہنشاہ کا روپ اختیار نہیں کیا۔یہ آپ کی لازوال عظمت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ایک نبی کی حیثیت سے حکومت کا جو نمونہ پیش کیا وہ رفاہی اور فلاحی مملکت کا بہترین دستور تھا۔اسلامی معاشرہ کو ایک منظم ریاست کی صورت دینے اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے جو اقدامات کئے وہ قیامت تک آنے والے حکمرانوں کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ نے عربوں کے قبائلی عصبیتوں کو مٹا کر انہیں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیا۔ان کے سامنے زندگی کا اعلیٰ نصب العین ہی نہیں بلکہ اس کے حصول کے لئے انہیں سرگرم عمل بھی کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے۔غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بیجا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔“

(الحکم 10اپریل 1902صفحہ 5)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ
بَارِكْ وَسَلِّمْ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اب ظہور کرو اور نکلو کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 511 پیشگوئی 14)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007
08473296444

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بین المذاہب ہم آہنگی

محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد جنوبی ہند

حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش چھٹی صدی عیسوی مکہ مکرمہ میں ہوئی اور آپ اپنی طبعی عمر 63سال گذار کر اپنے رفیق اعلیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ رفعنا لك ذکر (الم نشرح: 5) تیرا ذکر خیر جاری رہے گا اور اس کی رفعت و بلندی ہمیشہ قائم و دائم رہے گی۔آپ کے کارہائے نمایاں تمام قوموں کے لیے ہیں اور ہر گوشۂ زندگی کے لئے کامل نمونہ کے ساتھ مفید کردار تھے ۔اقوام و مذاہب کے حوالے سے بات کریں تو اس میدان میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں۔آپ کا رول سب سے اعلیٰ و اہم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے سب سے عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں۔یوں تو کہنے کے لیے تو بہت مذاہب ہیں مثلاً مذہب اسلام، مذہب مسیحی، یہودی مذہب، ہندو مذہب، زرتشتی مذہب وغیرہ۔ان سب کے علاوہ ہر ملک میں اور بھی مذاہب پائے جاتے ہیں۔کچھ مذاہب کو چھوڑ کر اکثر مذاہب ادھر ادھر ملے ہوئے بھی ہوتے ہیں ۔اس لیے مذہب سے مراد اگر مکتبہ فکر لیا جائے تو بات زیادہ صاف ہو جاتی ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے ہی اگر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا موازنہ کسی دوسرے مذہبی رہنما سے کیا ہی نہیں جا سکتا۔

دنیا میں جتنی بھی اشیاء بنائی گئی ہیں سب کے اندر کوئی نہ کوئی خاصیت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے پھر خاصیت در خاصیت بھی ہے۔مثلاً لوہا، تانبا وغیرہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے اندر ایسی خاصیت ہے کہ بجلی کے کرنٹ کو آرام سے روانی دیتی ہے۔پھر پانی ہے اس کے اندر ایک خاصیت ہے یعنی گرم بھی ہوتا ہے اور نارمل بھی ہوتا ہے پھر بھاپ بن کر ہوا میں تحلیل ہوتا ہے۔لوہا اور تانبا کے اندر الیکٹرک کرنٹ کو پہنچانے کے لیے TESTER کا استعمال کر کے بتا سکتے ہیں کہ بظاہر یہ لوہا یا تانبا کا ٹکڑا ہے۔مگر اس وقت اس کے اندر کرنٹ بھی ہے یا یہ بغیر کرنٹ کے ہے۔اسی طرح THERMOM-ETER وغیرہ کے ذریعہ پانی کی گرماہٹ وغیرہ کو جانا جا سکتا ہے۔

اسی طرح ”اشرف المخلوقات“ کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی خاصیتیں رکھی ہیں۔اس کے اندر محبت بھی ہے۔نفرت بھی ہے وغیرہ۔مگر جب ہمارے پیارے آقا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصیتوں کی باتیں ہوں تو امر واقعہ یہ ہے کہ تمام کے تمام کمالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر پائے جاتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

”آپ کے اندر شجاعت بھی پائی جاتی تھی، سخاوت بھی پائی جاتی تھی۔احسان بھی پایا جاتا تھا، وفاداری بھی پائی جاتی تھی، تحمل بھی پایا جاتا تھا، رحم بھی پایا جاتا تھا، حلم بھی پایا جاتا تھا، ایثار بھی پایا جاتا تھا، دیانت بھی پائی جاتی تھی، اخوت بھی پائی جاتی تھی، تواضع بھی پائی جاتی تھی، غیرت بھی پائی جاتی تھی، شکر بھی پایا جاتا تھا، استقلال بھی پایا جاتا تھا، وقار بھی پایا جاتا تھا، بنی نوع انسان کی خیر خواہی بھی پائی جاتی تھی، بلند ہمتی بھی پائی جاتی تھی، صبر بھی پایا جاتا تھا، رافت بھی پائی جاتی تھی، بدی کے مقابلہ کی طاقت بھی پائی جاتی تھی، قوت برداشت بھی پائی جاتی تھی، جفاکشی بھی پائی جاتی تھی، سادگی بھی پائی جاتی تھی، صلہ رحمی بھی پائی جاتی تھی، سچائی بھی پائی جاتی تھی، غرباء پروری بھی پائی جاتی تھی، مصیبت زدوں کی مدد کی خواہش بھی پائی جاتی تھی، مہمان نوازی بھی پائی جاتی تھی، بزرگوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت بھی پائی جاتی تھی، محبت الٰہی بھی پائی جاتی تھی، توکل بھی پایا جاتا تھا، عبادات کی محافظت بھی پائی جاتی تھی، غرض کون سی خوبی تھی جو آپ میں نہ پائی جاتی ہو اور کونسا کمال تھا جو آپ میں موجود نہ ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 400 زیر تفسیر سورہ طٰہٰ مطبوعہ قادیان 2004ء)

ان کمالات والی خاصیتوں کو پہچاننے کے لیے کوئی ظاہری آلہ TESTER یا تھرمامیٹر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جوہر شناس جوہری کی طرح قوت و فہم والا وجود ہونا چاہیے۔

جہاں تک بین المذاہب ہم آہنگی والے کمال کی بات ہے تو وہ بھی شان آپ کے اندر سب سے اعلیٰ و ارفع نظر آتی ہے۔جس کی ان گنت مثالیں موجود ہیں۔چنانچہ جب کہ آپ منصب نبوت پر فائز بھی نہیں ہوئے تھے تو آپ کے سامنے ایک عجیب اختلافی مسئلہ پیش آیا۔وہ واقعہ ”حجر اسود کی تنصیب“ کے وقت کے اختلاف کا تھا۔جیسا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا ہے کہ

”جب قریش کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کی جگہ پر پہنچے تو قبائل قریش کے اندر اس بات کا جھگڑا ہوا کہ کون قبیلہ اسے اس کی جگہ پر رکھے۔ہر قبیلہ اس عزت کو اپنے لیے چاہتا تھا۔حتی کہ لوگ آپس میں لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے اور بعض نے تو زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق ایک خون سے بھرے ہوئے پیالے میں انگلیاں ڈبو کر قسمیں کھائیں کہ لڑ کر مر جائیں گے مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دیں گے۔اس جھگڑے کی وجہ سے تعمیر کا کام کئی دن تک بند رہا آخر ابو امیہ بن مغیرہ نے تجویز پیش کی کہ جو شخص سب سے پہلے حرم کے اندر آ تا دکھائی دے وہ اس بات میں حکم ہو کر فیصلہ کرے کہ اس موقعہ پر کیا کرنا چاہئے۔اللہ کی قدرت لوگوں کی آنکھیں جو اٹھیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔آپ کو دیکھ کر سب پکار اٹھے ”امین امین“ اور سب نے بالاتفاق کہا کہ ”ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں“ جب آپ قریب آئے تو انہوں نے آپ سے حقیقت امر بیان کی اور فیصلہ چاہا۔آپ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایسا فیصلہ فرمایا کہ سب سرداران قریش دنگ رہ گئے اور آفرین پکار اٹھے۔آپ نے اپنی چادر لی اور اس پر حجر اسود کو رکھ دیا۔اور تمام قبائل قریش کے رؤساء کو اس چادر کے کونے پکڑوا دیے اور چادر اٹھانے کا حکم دیا۔چنانچہ سب نے مل کر چادر کو اٹھایا اور کسی کو بھی شکایت نہ رہی۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عرب کے مختلف قبائل جو اب برسرپیکار ہیں وہ اس پاک وجود کے ذریعہ سے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں گے۔جب حجر اسود کی اصلی جگہ کے محاذ میں چادر پہنچی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے چادر پر سے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔“

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 109 مطبوعہ یوکے 1996ء)

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مذہبی ہم آہنگی کی مثال قائم ہو گئی۔پھر آپ کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت و رسالت عطا فرمایا۔تو آپ کی ذمہ داریوں میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔مذہب کے نام پر جتنے بھی فرقے یا گروہ ہیں ان سب میں قدر مشترک ”اللہ تعالیٰ“ کا وجود ہے ۔سارے اہل مذاہب کہلانے والے کسی نہ کسی صورت میں خدا کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔اس سے انکار کو دہریہ ہی کہہ سکتے ہیں۔اس مسئلہ میں یعنی خدا کے وجود اور اس کی توحید کے بارے میں آپ نے کبھی سمجھوتہ ہی نہیں کیا۔آپ کی مخالفت ہوئی اور جم کر ہوی ہر طرح کی تکالیف آپ کو پہنچائی گئیں اور آپ کے متبعین کو تنگ کیا گیا اور سمجھوتے کی کوشش ”خدا تعالیٰ کے وجود اور توحید“ پر کی گئی۔دھمکیاں اور لالچ بھی دئے گئے مگر آپ نے صاف اور برملا کہہ دیا کہ سورج کو دائیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں دے دینے سے بھی ہم اس مقدس مقصد سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں کیوں کہ توحید الٰہی کے بارے میں کوئی مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنا چاہے تو ممکن ہی نہیں ہے۔چنانچہ اسی وجہ سے آپ نے اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا اور ہجرت کر کے دوسرے مقام یعنی مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے مذہبی ہم آہنگی کے جوہر دنیا کو دکھا دئے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد آپ جس علاقہ و ماحول میں رہنے لگے تھے وہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہا کرتے تھے ۔اختلاف عقائد رکھتے ہوئے امن سے زندگی گذارنے کی ضرورت ہوتی ہے ۔مدینہ میں وارد ہونے والے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بہر حال مقامی نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے کمالات میں سے مذہبی ہم آہنگی بنائے رکھنے کی خوبی و اور کمال آپ کے اندر اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا۔ حالات کا جائزہ لینے کے بعد آپ نے تمام مذاہب اور مکتبہ فکر کے نمائندوں کو اکٹھا کیا اور آپس میں ایک معاہدہ کیا جسے ساروں نے تسلیم کر لیا۔ وہ معاہدہ مدینہ چارٹر یعنی میثاق مدینہ کہلاتا ہے۔چنانچہ مذہبی ہم آہنگی کے حوالے سے مدینہ چارٹر کے الفاظ یہ ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”معاہدہ ما بین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مومنوں اور ان تمام لوگوں کے جو ان سے بخوشی مل جائیں مہاجرین سے اگر کوئی قتل ہو جاے تو وہ اس کے خون کا ذمہ دار ہوں گے اور اپنے قیدیوں کو خود چھڑائیں گے اور مدینہ کے مختلف مسلمان قبائل بھی اسی طرح ان امور میں اپنے قبائل کے ذمہ دار ہوں گے۔جو شخص بغاوت پھیلاے یا دشمنی پیدا کرے اور نظام میں تفرقہ ڈالے تمام معاہدین اس کے خلاف کھڑے ہو جایں گے۔خواہ وہ ان کا اپنا بیٹا ہی کیوں نہ ہو ۔اگر کوئی کافر مسلمان کے ہاتھ سے لڑائی میں مارا جائے تو اس کے مسلمان رشتہ دار مسلمان سے بدلہ نہیں لیں گے اور نہ کسی مسلمان کے مقابلہ میں ایسے کافر کی مدد کریں گے۔جو کوئی یہودی ہمارے ساتھ مل جائے اس کی مدد ہم سب کریں گے۔یہودیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائے گی۔نہ کسی دشمن کی ان کے خلاف مدد کی جائے گی۔کوئی غیر مومن مکہ کے لوگوں کو اپنے گھر میں پناہ نہیں دے گا نہ ان کی جائیداد اپنے پاس امانت رکھے گا اور نہ کافروں اور مومنوں کی لڑائی میں کسی قسم کی دخل اندازی کرے گا۔اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو ناجائز طور پر مار دے تو تمام مسلمان اس کے خلاف متحدہ کوشش

کریں گے۔ اگر ایک مشرک دشمن مدینہ پر حملہ کرے تو یہودی مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور بحصہ رسدی خرچ برداشت کریں گے۔ یہودی قبائل جو مدینہ کے مختلف قبائل کے ساتھ معاہدہ کر چکے ہیں ان کے حقوق مسلمانوں کے سے حقوق ہوں گے۔ یہودی اپنے مذہب پر قائم رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہیں گے۔ جو حقوق یہودیوں کو ملیں گے وہی ان کے اتباع کو بھی ملیں گے۔ مدینہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کوئی لڑائی شروع نہیں کر سکے گا۔ لیکن اس شرط کے ماتحت کسی شخص کو اس کے جائز انتقام سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ یہودی اپنی تنظیم میں اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے۔ لیکن لڑائی کی صورت میں وہ دونوں مل کر کام کریں گے۔ مدینہ ان تمام لوگوں کے لئے جو اس معاہدہ میں شامل ہوتے ہیں ایک محترم جگہ ہوگی۔ جو اجنبی لوگ شہر کے لوگوں کی حمایت میں آ جائیں ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو اصل باشندگان شہر کے ساتھ ہوگا۔ لیکن مدینہ کے لوگوں کو یہ اجازت نہ ہوگی کہ کسی عورت کو اس کے رشتہ داروں کی مرضی کے بغیر گھروں میں رکھیں۔ جھگڑے اور فساد خدا اور اس کے رسول کے پاس فیصلہ کے لیے پیش کیے جائیں گے۔ مکہ والوں اور ان کے حلیف قبائل کے ساتھ اس معاہدہ میں شامل ہونے والے کوئی معاہدہ نہیں کریں گے۔ کیوں کہ اس معاہدہ میں شامل ہونے والے مدینہ کے دشمنوں کے خلاف اس معاہدہ کے ذریعہ سے اتفاق کر چکے ہیں۔ جس طرح جنگ علیحدہ نہیں کی جاسکے گی اسی طرح صلح بھی علیحدہ نہیں کی جاسکے گی۔ لیکن کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ لڑائی میں شامل ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص ظلم کا کوئی فعل کرے گا تو وہ سزا کا مستحق ہوگا۔ یقیناً خدا نیکوں اور دینداروں کا محافظ ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔"

(منقول از دیباچہ تفسیر القرآن 142 .143 مطبوعہ قادیان 2010ء)

مذہبی ہم آہنگی کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔

آپ نے توحید کی منادی کرتے ہوئے کبھی کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کی۔ اور کبھی کسی سے توحید کے معاملے میں کوئی مصالحت نہیں کی۔ مگر بعض حالات ایسے آئے جن میں جائز حد تک رعایت کی جاسکتی تھی آپ نے کی اور اس پر آپ نے مذہبی ہم آہنگی کے جذبہ کو قائم کرتے ہوئے مدمقابل کی پیش کردہ ایسی شرائط کو تسلیم کر لیا جو آپ کے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گوارا نہ تھی۔ مگر آپ کی مصالحت نے رنگ بدل دیا مثلاً مصالحت کرنے والے دونوں فریقوں میں سے ایک فریق کے سربراہ بہرحال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ تھے مگر مدمقابل نے آپ کے نام "محمد" کے ساتھ "رسول اللہ" لکھنا منظور نہیں کیا۔ باوجود خود "امی" ہونے کے اس فقرہ "رسول اللہ" کی شناخت دوسرے کے ذریعہ کرنے کے بعد اپنے دست مبارک سے اسے مٹادیا۔

بہرحال اس صلح نامہ کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا کے نام پر یہ شرائط صلح محمد ابن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سہیل ابن عمرو قائم مقام حکومت مکہ کے درمیان طے پائی ہیں۔ جنگ دس سال کے لیے بند کی جاتی ہے۔ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملنا چاہے یا ان کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے۔ وہ ایسا کر سکتا ہے اور جو شخص قریش کے ساتھ ملنا چاہے یا معاہدہ کرنا چاہے وہ بھی ایسا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی لڑکا جس کا باپ زندہ ہو یا ابھی چھوٹی عمر کا ہو وہ اپنے باپ یا متولی کی مرضی کے بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائے تو اس کے باپ یا متولی کے پاس واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں میں سے کوئی قریش کی طرف جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ لیکن اگلے سال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی مکہ میں آسکتے ہیں اور تین دن وہاں ٹھہر کر کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں اس عرصہ میں قریش شہر سے باہر پہاڑی پر چلے جائیں گے۔ لیکن یہ شرط ہوگی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی مکہ میں داخل ہوں تو ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو سوائے اس ہتھیار کے جو ہر مسافر اپنے پاس رکھتا ہے یعنی نیام میں ڈالی ہوئی تلوار"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 191)

حالانکہ مذہبی ہم آہنگی کا یہ لچکدار معاہدہ بظاہر دوسرے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نہ سمجھ آیا مگر خدا تعالیٰ نے اس فعل کو "فتح مبین" بنادیا۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ تو مکہ کے قریش یا مشرکین مکہ سے تعلق رکھتا تھا۔ مذہبی دنیا کا دوسرا عظیم گروہ عیسائیوں ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ مذہبی ہم آہنگی کی مثال بھی گویا صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں ہونے والے واقعات اور نتائج کی صورت میں رونما ہوئی۔ تفصیل اس اجمال کی مولانا دوست محمد صاحب شاہد مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ:

"مکہ معظّمہ سے یمن کی طرف سات منزل پر نجران کی عیسائی ریاست تھی جہاں ایک عظیم الشان گرجہ تھا جس کو وہ کعبہ نجران کہتے تھے اور حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے۔ یہ کعبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا عرب میں عیسائیوں کا کوئی مذہبی مرکز اس کا ہمسر نہ تھا۔ اس ریاست کا انتظام تین شعبوں پر منقسم تھا۔ خارجی اور جنگی امور کے ناظم کو "سید" کہتے تھے۔ دنیاوی امور "عاقب" کے سپرد ہوتے اور دینی امور کا ذمہ دار "اسقف" (لارڈ بشپ) کہلاتا تھا۔ ان مذہبی پیشواؤں کا تقرر خود قیصر روم کیا کرتا تھا۔ (معجم البلدان جلد ۸ صفحہ ۹۶۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ نے ان کو دوسرے بادشاہوں کے ساتھ تبلیغی خط لکھا جس پر ۷ ہجری میں نجران کا ایک پرشکوہ وفد مدینہ حاضر ہوا۔ یہ وفد ساٹھ ارکان پر مشتمل تھا اور اس میں ریاست کے تین لیڈر بھی تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ عبد المسیح (عاقب) شرجیل یا اسیم (سید) اور ابو حارثہ بن علقمہ (اسقف) یہ وفد شاہی تزک واحتشام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آنحضور نے انہیں مسجد نبوی میں اتارا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی نماز کا وقت آیا تو پیغمبر امن صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ان لوگوں نے مسجد نبوی میں ہی اپنی مخصوص عبادت کی"

(منقول از وفات مسیح اور احیاء اسلام صفحہ 24 مطبوعہ ربوہ دسمبر 1979 ۔مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

پھر فتح مکہ کا جلالی دور بھی آیا تو آپ کے سامنے بڑے بڑے جنگی جرائم کے مرتکب بھی تھے ان میں سے بعض کو قتل کر دینے کا تقاضا انصاف تھا مگر ان میں سے بھی بعض کو آپ نے اپنی اعلیٰ ظرفی سے معاف فرما دیا۔ خصوصاً عکرمہ بن ابوجہل کا واقعہ ہے ان کو بھی امن دے دیا گیا۔ ان کے اپنے مذہب پر رہتے ہوئے بھی امن دیا گیا۔ پھر حجتہ الوداع کا واقعہ بھی ہوا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمگیر امن کے احکام کا اعلان فرمایا پھر اس اعلان کو آگے دور دور تک زمان و مکان تک پہنچانے کی ہدایت بھی فرمائی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس خطبہ حجۃ الوداع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح ان دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کون سا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا علاقہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! یہ مقدس مہینہ ہے۔ یہ مقدس علاقہ ہے اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے۔ جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے۔ جس طرح یہ دن مقدس ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اور اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کے لیے نہیں۔ کل کے لیے نہیں بلکہ اس دن تک کے لیے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو۔ پھر فرمایا: یہ باتیں جو میں تمہیں آج کہتا ہوں ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو کیوں کہ ممکن ہے کو جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 346 تا 347)

محبت سے گھائل کیا آپ نے
دلائل سے قائل کیا آپ نے
جہالت کو زائل کیا آپ نے
شریعت کو کامل کیا آپ نے
بیاں کر دیے سب حلال و حرام
علیک الصلوٰة علیک السلام

❋❋❋

خلیفۂ وقت کی خدمت میں خط لکھنے کی اہمیت اور ضرورت

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ... ہر احمدی کو دوسرے تیسرے مہینے براہ راست خلیفہ کے نام خط لکھنا چاہیے جواب نہیں لکھا جاتا اور جو احمدی دوسرے مہینے بھی خط نہیں لکھتے مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ احمدیت میں کمزور ہیں۔ سب دوست اگر براہ راست خط لکھیں گے تو مَیں بھی ان کو جواب دوں گا۔ درمیانی واسطوں کا تعلق کبھی مضبوط نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک میں مثل ہے کہ خط آدھی ملاقات ہوتا ہے۔ آپ پاکستان سے ہزاروں میلوں پر رہتے ہوئے اور جماعت احمدیہ کا ممبر ہوتے ہوئے اگر دو مہینے میں ایک دفعہ اپنے خلیفہ سے آدھی ملاقات کی خواہش نہیں رکھتے تو آپ کی احمدیت کس کام کی ہے۔ ایسی عقیدت سے تو دنیا کی کمزور سے کمزور جماعت بھی کوئی خوشی محسوس نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنے فرائض کو سمجھنے کی توفیق دے۔"

مرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی ۵۷/۸/۲۳
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۸)
(مرسلہ: ابوعطیہ۔ کیرلہ قادیان)

آنحضرت ﷺ کا بے مثال عشق الٰہی

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کی روشنی میں)

حافظ سید اعزاز الدین، مربی سلسلہ ہبلی، کرناٹک

اللہ تعالیٰ کی اس وسیع قدرت کے نظام پر غور کرنے سے عقلمندوں کے لیے بہت فائدہ مند سبق ملتے ہیں۔ انسان کو جامع الصغیر کہا گیا ہے کیونکہ دنیا بھر کی خوبیاں کسی نہ کسی طرح اس جامع الصغیر انسان کے اندر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جب ہم غور کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنے معبود حقیقی کے لیے کشش اسکی فطرت میں رکھی ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

” جبکہ بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی جو دکھاتا ہے وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے اور طبعاً اپنی ماں کی محبت رکھتا ہے اور پھر جیسے جیسے حواس اس کے کھلتے جاتے ہیں اور شگوفہ فطرت اس کا کھلتا جاتا ہے یہ کشش محبت جو اس کے اندر چھپی ہوئی تھی اپنا رنگ روپ نمایاں طور پر دکھاتی چلی جاتی ہے۔ پھر تو یہ ہوتا ہے کہ بجز اپنی ماں کی گود کے کسی جگہ آرام نہیں پاتا اور پورا آرام اس کا اسی کے کنار عاطفت میں ہوتا ہے اور اگر ماں سے علیحدہ کر دیا جائے اور دور ڈال دیا جائے تو تمام عیش اس کا تلخ ہوجاتا ہے اور اگرچہ اس کے آگے نعمتوں کا ایک ڈھیر ڈال دیا جاوے تب بھی وہ اپنی سچی خوشحالی ماں کی گود میں ہی دیکھتا ہے اور اس کے بغیر کسی طرح آرام نہیں پاتا۔ سو وہ کشش محبت جو اس کو اپنی ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے۔ وہ کیا چیز ہے؟ درحقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبود حقیقی کے لئے بچہ کی فطرت میں رکھی گئی ہے بلکہ ہر ایک جگہ جو انسان تعلق محبت پیدا کرتا ہے درحقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے اور ہر ایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھلاتا ہے درحقیقت اسی محبت کا وہ ایک عکس ہے “

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 364)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ نے کیا ہی لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ:

” خدا تعالیٰ نے آدمی کو پیدا ہی محبت کے لئے کیا ہے اور اس کے پیدا کرنے کا مقصد اور غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور اس دائمی زندگی بخشنے والے سمندر میں ہمیشہ غوطہ زن رہے جیسا کہ کسی شخص کا قول ہے کہ

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

یعنی انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہے اور وہ درد جو کہ محبت کا لازمی نتیجہ ہے اس سے ایک خاص لذت اٹھائے ورنہ تابعداری اور اطاعت کے لئے فرشتے موجود ہی تھے۔“

(محبت الٰہی، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 20-19)

محبت الٰہی کے اس مضمون کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے عمل سے کر دکھایا ہے۔ چنانچہ اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

” ایک مومن کی خصوصیت یہ ہے، جس کا قرآن کریم میں یوں ذکر آتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ: 166) یعنی اور جو لوگ مومنین ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں۔ پس مومن ہونے کی یہ نشانی ہے کہ ایک سچے مومن کی زندگی صرف ایک ذات کے گرد گھومتی ہے اور گھومنی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ایک مومن، مومن کہلا ہی نہیں سکتا۔ ایک مومن کا غیب پر ایمان، نمازیں پڑھنا، قربانی کرنا، انبیاء پر ایمان، اس وقت کامل ہوگا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ان تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس شدید محبت کا کیسا اعلیٰ نمونہ ہمارے سامنے رکھا کہ کفار بھی یہ کہہ اٹھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ کہ محمد تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔ اور آپ نے ہمیں کیا خوبصورت دعا سکھائی ہے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ اپنی اتنی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔ پس ایک مومن کا معیار اور خصوصیت یہ ہے جس کو حاصل کرنے کی ایک مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں مل سکتی۔ اس لئے اس محبت کے حصول کے لئے بھی اسی کے آگے جھکنا اور اس سے دعائیں کرنا ضروری ہے۔ “

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 292،293)

عشق الٰہی کا یہ مقدس فعل عبث نہیں ہے اور نہ ہی یکطرفہ ہے بلکہ محبوب حقیقی خدا تعالیٰ خود بھی ازراہ احسان بندوں کے لیے محبت رکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

” خدا تعالیٰ خود چاہتا ہے کہ بندہ اس سے ملے اگر یہ خواہش صرف ہماری طرف سے ہوتی تو اور بات تھی مگر اب تو یہ صورت ہے جس طرح کسی شاعر نے کہا

ملنے کا تب مزہ ہے کہ دونوں ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی!

پس چونکہ خدا تعالیٰ خود بندے کے لقاء کو چاہتا ہے اس لیے اسے ناامید نہیں ہونا چاہیے “

(ہستی باری تعالیٰ، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 438)

اگر ہم آنحضرت ﷺ کی زندگی کو پر غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ کی کامل تصویر بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ بچپن سے دنیاوی ذمہ داریاں ادا کرنے کے بعد صرف اپنے رب کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اس سیرت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

” اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدوں اور انبیاء سے عجیب سلوک ہوتا ہے۔ وہ چھپتے ہیں اور خدا کی عبادت میں اپنے آپ کو مصروف رکھنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ انہیں حکم دے کر باہر نکالتا ہے اور اس کا کامل اور اعلیٰ ترین نمونہ آنحضرت ﷺ کی ذات تھی۔ آپ گوشۂ خلوت میں کئی کئی دن غار حرا میں اپنے مولا کی یاد میں محصور رہتے تھے۔ دنیاوی معاملات سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ گو کہ دنیاوی اور گھریلو ذمہ داریاں نبھانے میں بھی آپ کے برابر کوئی نہیں تھا اور نہ کوئی ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ کا اوڑھنا بچھونا، کھانا پینا، اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہنا اور عبادت میں مصروف رہنا تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ غار سے باہر نکلو اور دنیا کو خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلاؤ تو آپ نے داعی الی اللہ ہونے کا بھی ایسا نمونہ قائم فرمایا جس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا جو دعوت الی اللہ کی وجہ سے معتوب قوم بھی ٹھہرا اور جس کو بے انتہا ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار اور مخلوق خدا کی ہمدردی سے بھرا ہوا کسی بھی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہر لحہ ایک نئی شان سے اپنے کام میں مگن نظر آرہا تھا اور ایک ایک دو دو کر کے ہر روز آپ ﷺ کی دعوت کے ذریعہ سے آپ کی جماعت میں وسعت پیدا ہو رہی تھی اور آپ کی زندگی میں ہی اسلام کا پیغام عرب سے باہر بھی پھیل گیا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ایشیا، افریقہ اور یورپ تک مسلمان حکومتیں قائم ہوگئیں۔“

(خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 264)

نیز فرمایا:

” آنحضرت ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے عبد کامل تھے، آپ نے اپنی عبادتوں کے وہ نمونے قائم فرمائے جس کی کوئی مثال نہیں۔ کبھی ویرانوں میں دنیا و مافیہا سے بے خبر خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ ایک دن آپ کی ایک بیوی رات کو آپ کو بستر سے غائب پاتی ہیں تو شک کرتی ہیں کہ کہیں کسی دوسری بیوی کے گھر نہ گئے ہوں۔ لیکن جب تلاش کے بعد اُس نظارے کو دیکھتی ہیں تو اپنی سوچ پر پریشان ہوتی ہیں کہ میں نے آپ سے دنیاوی سوچ کے مطابق کیا توقع رکھی تھی اور آپ کے مقام کو نہ پہچان سکی لیکن آپ تو اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہیں اور اس طرح گڑگڑا رہے ہیں جس کی کوئی مثال بیان نہیں کی جاسکتی۔ کوئی آپ کے اس طرح اپنے مولیٰ کے حضور عبادت کی گڑگڑاہٹ کو ہنڈیا کے ابلنے کی آواز سے تشبیہ دیتا ہے، کوئی کسی اور مثال سے لیکن اس عبد کامل کی اپنے مولیٰ کے حضور عبادت کی گڑگڑاہٹ سب مثالوں سے بالا ہے۔ شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت نہیں چھوڑتے۔ آخری بیماری میں انتہائی ضعف کی حالت میں مسجد میں تشریف لاتے ہیں، اپنے سامنے اپنے ماننے والوں اور مسلمانوں کی جماعت کو نماز پڑھتا دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں کہ یہی ایک حقیقی مقصد ہے انسان کی پیدائش کا جس کو یہ مخلصین اور عباد الرحمٰن پورا کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں، میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہی ہے۔ یہ اُسوہ ہے جو آپ نے نمازوں کی پابندی کے بارہ میں ہمارے سامنے قائم فرمادیا۔ نوافل کی پابندی پر قائم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر قائم فرمایا۔ یہ مقام تو ہر ایک کو حاصل نہیں ہوسکتا جو آپ کا تھا۔ اُس مقام تک تو صرف وہ انسان کامل پہنچا تبھی تو خدا اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیج رہے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے یہ فرما کر کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب:22) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے، ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے “

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 340)

نیز آنحضرت ﷺ کی سیرت عشق الٰہی کے حوالے سے ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

”نبوت کے زمانہ سے پہلے کی تاریخ یہ گواہی دیتی ہے کہ گھنٹوں اور دنوں علیحدگی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کی ایک دعا ہے۔ یہ دعا ہی خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے دلی خواہش اور بے چینی کا پتہ دیتی ہے۔ آپ اپنے مولیٰ کے حضور بڑے بے چین ہو کر یہ عرض کرتے ہیں کہ: کہ اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ دے۔ اے اللہ! جو میری پسندیدہ چیزیں ہیں مجھے عطا کر۔ انہیں میرے لئے تقویت کا ذریعہ بنادے، اپنی محبت میں بڑھنے کا ذریعہ بنادے، ایمان میں ترقی کا ذریعہ بنادے۔ اور جو میری پیاری چیزیں مجھ سے علیحدہ کرے ان کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا کر۔“

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 558)

اللہ تعالیٰ سے عشق کا تقاضا کرتا ہے کہ ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جنگ بدر کا واقعہ مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود جنگ کی اجازت دی اور فتح کی خوشخبری دی مگر اللہ تعالیٰ کی صفت ”غنا“ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ تڑپ تڑپ کر دعا کرتے تھے۔ اسی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

” کیا جنگ بدر میں یا جنگ اُحد میں یا کسی بھی جنگ میں مال و دولت کی کثرت نے وہ نتائج مترتب کئے تھے جو ظاہر ہوئے۔ یقیناً نہیں۔ ہاں ایک بات یقیناً ہے کہ باوجود خدا تعالیٰ کے وعدوں کے، باوجود خدا تعالیٰ کی یقین دہانیوں کے، باوجود خدا تعالیٰ کے روشن نشانوں کے اللہ تعالیٰ کے رسول معمولی ظاہری کوشش اپنے وسائل کے مطابق ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اصلی توجہ اُن کی دعاؤں کی طرف ہوتی ہے اور اس میں سب سے بڑھ کر کامل نمونہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔

بقیہ صفحہ نمبر 19 کے نصف آخر پر

آیت خاتم النبیینؐ اور اجرائے وحی و الہام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:41)

ترجمہ: محمد تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی طور سے آپ کی اولاد کی نفی بھی کی ہے اور ساتھ ہی روحانی طور سے اثبات بھی کیا ہے کہ روحانی طور سے آپ باپ بھی ہیں اور رُوحانی نبوت اور فیض کا سلسلہ آپؐ کے بعد جاری رہے گا اور وہ آپ میں سے ہو کر جاری ہوگا۔ نہ الگ طور سے۔ وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مُہر ہوگی۔ ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جاوے تو نعوذ باللہ اس سے انقطاعِ فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو جو کہا کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ یہ جھوٹ تھا نعوذ باللہ۔ اگر یہ معنے کیے جاویں کہ آئندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے تو پھر خیر الامۃ کی بجائے شر الامم ہوئی یہ اُمّت۔ جب اس کو اللہ تعالیٰ سے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی نصیب نہ ہوا۔ تو یہ تو كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ہوئی اور بہائم سیرت اسے کہنا چاہیئے نہ یہ کہ خیر الامم۔ اور پھر سورۃ فاتحہ کی دُعا بھی لغو جاتی ہے۔ اس میں جو لکھا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو سمجھنا چاہئے کہ ان پہلوں کے پلاؤ زردے مانگنے کی دُعا سکھائی ہے اور ان کی جسمانی لذّات اور انعامات کے وارث ہونے کی خواہش کی گئی ہے؟ ہر گز نہیں۔ اور اگر یہی معنے ہیں تو باقی رہ بھی کیا گیا۔ جس سے اسلام کا علو ثابت ہووے۔ اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کی قوتِ قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰؑ سے مرتبے میں گرے ہوئے تھے کہ ان کے بعد تو ان کی اُمّت میں سے سینکڑوں نبی آئے مگر آپ کی اُمّت سے خدا تعالیٰ کو نفرت ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مکالمہ بھی نہ کیا کیونکہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے آخر اس سے کلام تو کیا ہی جاتا ہے۔

نہیں بلکہ آنحضرتؐ کی نبوت کا سلسلہ جاری ہے مگر آپ میں سے ہو کر اور آپ کی مہر سے اور فیضان کا سلسلہ جاری ہے۔ ہزاروں اس اُمّت میں سے مکالمات اور مخاطبات کے شرف سے مشرف ہوئے اور انبیاء کے خصائص اُن میں موجود ہوتے رہے ہیں۔ سینکڑوں بڑے بڑے بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے ایسے دعوے کئے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 248 تا 249 ایڈیشن 1988ء)

نیز فرمایا: ''خدا تعالیٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اُسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رُو سے اُن صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔ جیسا کہ وہ جلّ شانہ، قرآن شریف میں فرماتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے... جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہِ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے۔ اور اب کمال نبوت صرف اُسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اِس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اِس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ میں ہے دُور کیا جائے...''

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 214)

(بقیہ از صفحہ نمبر 18):

بدر کی جنگ ہمیں اس کا عظیم نظارہ پیش کرتی ہے۔ باوجود تمام تر تسلّیوں اور وعدوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور بے چین کیفیت میں دعائیں اور جو حالت تھی اور جو رقت تھی اور ایک ایسی حالت تھی کہ یوں لگتا تھا جس طرح بار بار کوئی جان کنی کی حالت ہو۔ بار بار آپ کی چادر اس رقت کی وجہ سے کندھے سے اتر جاتی تھی جو دعاؤں میں پیدا ہو رہی تھی۔''

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 561)

ادھر اللہ تعالیٰ کی شان ایسی ہے کہ اگر کوئی بندہ اس کی طرف ایک قدم بڑھاتا ہے تو وہ دس قدم اس بندے کے قریب ہوتا ہے بندہ اگر چل کر اپنے رب کی طرف آتا ہے تو وہ رب اس بندے کی طرف دوڑ کر آتا ہے تو پھر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے رب سے محبت کرتے ہوئے خود کو فنا کر دیتے ہیں تو کیا وہ اس کے لیے شایان شان انعام نہیں دے گا۔ دے گا اور ضرور دے گا چنانچہ اوّل اللہ تعالیٰ آپ کو منصب عصمت عطا کرتا ہے یعنی معصوم بناتا ہے دوم آپ کو وہ مقام عطا فرماتا ہے کہ اب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ آپ ﷺ کی اطاعت و محبت میں فنا نہیں ہو جائے۔ سو مجموعی طور پر دَنَا فَتَدَلّٰی میں آپ ﷺ کو رکھا جاتا ہے۔

جہاں تک معصوم ہونے کا تعلق ہے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ نبی استغراق محبت الٰہی کے باعث معصوم ہوتے ہیں

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 7 صفحہ 229)

پھر جہاں تک دَنَا فَتَدَلّٰی نیز حصول محبت الٰہی کے شرائط کا تعلق ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث قدسی ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو دنیا پیدا نہ کرتا۔ یہ زمین و آسمان پیدا نہ کرتا گو مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ اس حدیث کی صحت پر اعتراض کرتا ہے لیکن ہمیں اس زمانہ کے امام اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق نے اس حدیث کی صحت کا علم دیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو آنحضرت ﷺ کے انتہائی مقام کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ آپ تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ آپ تا قیامت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام بخشا ہے کہ آپ کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پاتا ہے۔ آپ کو وہ مہر نبوت عطا ہوئی ہے جو تمام سابقہ انبیاء پر ثبت ہو کر ان انبیاء کے نبی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ آپ کو وہ مقام خاتم النبیین ملا ہے جس کے امتی کو بھی نبوت کا درجہ ملا اور آپ کا امتی اور عاشق صادق ہونا ہی آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو نبوت کا مقام دلا گیا۔ آپ کا قرب خداوندی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں فرمایا ہے کہ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (النجم:9) یہ اللہ تعالیٰ سے قرب کی انتہا ہے''۔

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 39)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اللھم صلّ علی محمد و علیٰ اٰل محمد و بارك وسلّم

ہے دستِ قبلہ نما لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

منظوم کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

ہے دستِ قبلہ نما لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ہے دردِ دل کی دوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

کسی کی چشمِ فسوں ساز نے کیا جادو
تو دل سے نکلی صدا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جو پھونکا جائیگا کانوں میں دل کے مُردوں کے
کرے گا حشر بپا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

قریب تھا کہ میں گر جاؤں بارِ عصیاں سے
بنا ہے لیک عصا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

گرہ نہیں رہی باقی کوئی مرے دل کی
ہوا ہے عقدہ کشا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

عقیدۂ ثنویت ہو یا کہ ہو تثلیث
ہے کذب بحث و خطا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ہے گاتی نغمۂ توحید نَے نیستاں میں
ہے کہتی بادِ صبا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ترا تو دل ہے صنم خانہ پھر تجھے کیا نفع
اگر زباں سے کہا ں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

حضورِ حضرتِ دیّاں شفاعتِ نادم
کرے گا روزِ جزا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

زمیں سے ظلمتِ شرک ایک دم میں ہوگی دور
ہوا جو جلوہ نما لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ہزاروں ہوں گے حسیں لیک قابل الفت
وہی ہے میرا پیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

نہ دھوکا کھائیو ناداں کہ کشش جہات میں بس
وہی ہے چہرہ نما لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

چھپی نہیں کبھی رہ سکتی وہ نگہ جس نے
ہے مجھ کو قتل کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے
کرے گا ایک وفا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاج روحانی
مگر ہے روحِ شفا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

گلدستۂ احمد۔ حصہ دوم۔ 15 فروری 1920ء

اسوہ نبویؐ: انسانی ترقی کا پائیدار ماڈل

شیخ محمد زکریا۔مربی سلسلہ نظارت نشرواشاعت قادیان

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ۔ (احزاب ۔22)

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے

قارئین کرام !مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے کہ انسانی زندگی کے جملہ شعبہ ہائے حیات میں ترقی کیلئے رسول اللہؐ کا اسوہ اور طریق رہتی دنیا تک کے بنی نوع انسان کیلئے واحد ولاشریک راہنما اصول ہے۔آپؐ تمام اخلاق میں اعلیٰ،افضل اور اکمل تھے۔آپؐ خود فرماتے ہیں کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی میں گمشدہ اخلاق کو دوبارہ اور مکمل طور پر قائم کرنے کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔اور آپؐ نے اپنا یہ کام بخوبی سرانجام دیا۔اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق فرمایا:

انك لعلیٰ خلق عظیم

اسوہ نبویؐ روحانی،اخلاقی،معاشی اور معاشرتی ترقی کا ایک ایسا متوازن اور پائیدار ماڈل ہے جو فرد کی اصلاح سے لے کر عالمی فلاح و بہبود تک تمام انسانی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔یہ عدل،مساوات اور اعتدال پر مبنی ایک مثالی نظام حیات پیش کرتا ہے۔بالفاظ دیگر اسوۂ نبوی انسانی ترقی کے لیے ایک ایسا جامع،عالمگیر اور پائیدار ماڈل ہے جو مادیت اور روحانیت کو یکجا کر کے توازن قائم کرتا ہے۔یہ ماڈل فرد کی داخلی اصلاح سے لے کر معاشرتی و معاشی ترقی تک تمام شعبہ ہائے زندگی میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

انسانی ترقی کا آغاز اندرونی پاکیزگی سے ہوتا ہے۔نبی کریمؐ نے اعلیٰ اخلاق، دیانت داری اور راست بازی کو معاشرے کی اساس بنایا، جس سے ایک پرامن اور مستحکم معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔یعنی کردار سازی اور اخلاقی اقدار لازمی ہیں۔انسانی ترقی کی بنیاد اچھے اخلاق اور کردار پر رکھی گئی ہے۔اسوۂ حسنہ سکھاتا ہے کہ سچائی، امانت داری، عفو و درگزر اور ایفائے عہد کے بغیر کوئی بھی معاشرہ مستحکم نہیں ہوسکتا۔اخلاقی اقدار کا یہ پائیدار پہلو ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے یکساں طور پر قابل عمل ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں دولت کی منصفانہ تقسیم، زکوٰۃ، اور کاروبار میں شفافیت پر زور دیا گیا ہے۔یہ غریب اور نادار افراد کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور معاشی استحکام فراہم کرتا ہے۔یعنی منصفانہ معاشی نظام اور فلاحِ عامہ کیلئے اسوۂ نبوی کی معیشت کا محور ہے جو دولت کی منصفانہ تقسیم، تجارت میں شفافیت، سود سے پاک معاشرہ اور محنت کش کے حقوق کا تحفظ ہے۔آپ ﷺ نے مدینہ کی ریاست میں زکوٰۃ، صدقات اور وقف کے نظام کے ذریعے ایک ایسا فلاحی معاشرہ قائم کیا جو آج کے جدید معاشی نظاموں کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع انسانی مساوات کا عالمگیر منشور ہے۔اس میں نسل، رنگ اور مرتبے کی تفریق کے بغیر تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دیا گیا ہے۔یعنی عدل و انصاف اور مساوات انسانی حقوق کا عالمی منشور جو آج کی دنیا پیش کرتی ہے، اسوۂ نبوی اس کا عملی اور کامل نمونہ صدیوں قبل پیش کر چکا ہے۔خطبہ حجۃ الوداع کی صورت میں آپ ﷺ نے رنگ و نسل اور ذات پات کی تمیز مٹا کر پوری انسانیت کو برابری کا درجہ دیا، جو پائیدار سماجی ترقی کی بنیادی شرط ہے۔

مضبوط خاندان معاشرتی ترقی کی اکائی ہیں۔تعلیمات نبویؐ خاندانی رشتوں، والدین کے حقوق اور باہمی احترام کو فروغ دیتی ہیں۔

آپؐ نے پانی کے بے جا استعمال سے منع فرمایا، درخت لگانے کی ترغیب دی، اور زندگی کے ہر شعبے میں اعتدال اور توازن کا درس دیا جو کہ جدید پائیدار ترقی کا بھی بنیادی نکتہ ہے۔ماحولیاتی تحفظ وسائل کے بے دریغ استعمال سے منع کیا گیا ہے اور پانی کے استعمال، شجر کاری، اور جانوروں کے حقوق کے حوالے سے جامع ہدایات دی گئی ہیں۔آج کا پائیدار ترقیاتی ماڈل بھی ماحول کی حفاظت اور وسائل کی کفایت شعاری پر زور دیتا ہے، جس کی واضح مثال سیرت طیبہ میں موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول اللہؐ کے کامل اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ:

”عقلِ ذکا ،سرعت فہم ،صفائی ذہن ،حسنِ تحفظ ، حسنِ تذکر ،عفت ،حیا،صبر ،قناعت ،زہد ،تورّع، جوانمردی ،استقلال ،عدل ،امانت ،،صدق لہجہ ،سخاوت فی محلہ، کرم فی محلہ، مروت فی محلہ،شجاعت فی محلہ،،علو ہمت فی محلہ، حلم فی محلہ, تحمل فی محلہ، حمیت فی محلہ، تواضع فی محلہ، ادب فی محلہ,شفقت فی محلہ, رافت فی محلہ,رحمت فی محلہ, خوف الٰہی، محبت الٰہیہ، انس باللہ، انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ۔۔جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصومؐ کے ایسے کمال موزونیت ولطافت و نورانیت پر واقعہ ہیں کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے۔۔ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے۔وارد ہوگیا۔اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔“

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول ص195حاشیہ 11)

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپؐ کی سیرت کا اور اُسوہ کا مضمون تو نہ ختم ہونے والا مضمون ہے۔ہر خُلق میں آپ کا عظیم نمونہ ہے اور کیوں نہ ہو۔آپ ایک عظیم معلّم ہیں اور معلّمِ اخلاق ہیں۔اگر کوئی برا بھی ہے جو آپ کے پاس آیا تو آپ اس سے بھی اخلاق سے پیش آئے۔چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ اپنے گھرانے میں بہت ہی بُرا بھائی ہے۔مطلب سلوک اچھا نہیں ہے اپنے بھائی کی حیثیت سے۔اور اپنے خاندان کا بہت ہی بُرا بیٹا ہے۔جب وہ آ کر بیٹھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے نہایت خوش اخلاقی سے گفتگو فرمائی۔باوجود اس کے کہ وہ بُرا بھائی تھا اور بُرا بیٹا تھا اور اس میں بد اخلاقیاں تھیں۔آپ نے اس سے نہایت خوش اخلاقی سے گفتگو فرمائی۔جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ نے اس کے بارے میں فلاں فلاں بات کی تھی اور پھر اس سے گفتگو کے دوران آپ نے کمال خندہ پیشانی کا مظاہرہ فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا عائشہ! تُو نے کب مجھے بدزبانی کرتے ہوئے پایا ہے۔آپؐ فرماتے ہیں کہ یقیناً سب سے بُرا آدمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدی سے ڈر کر لوگ اس کی ملاقات چھوڑ دیں“۔

(صحیح البخاری ک تاب الادب باب لم یکن النبیؐ فاحشا ولا متفحشا حدیث6032)(از خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2017ء)

حسینان عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نور جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلق کامل، زہے حسن تام
علیک الصلوۃ علیک السلام

نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

”ایک خُلقِ عظیم عجز و انکسار ہے یا کہہ سکتے ہیں عجز و انکسار میں بھی آپ کا خُلق اپنی عظمتوں کو چھو رہا تھا۔آپ کے عجز و انکسار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ صحابہ میں سے یا اہل بیت میں سے، گھر والوں میں سے کسی نے آپ کو بلایا ہو اور آپ نے اس کو لبّیک کہہ کر جواب نہ دیا ہو۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسی وجہ سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم:05) کہ تُو خُلقِ عظیم پر فائز کیا گیا ہے۔(تفسیر در منثور جلد8 صفحہ 226 سورۃ القلم زیر آیت انک لعلیٰ خلق عظیم)(خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2017ء)

محبت سے گھائل کیا آپ نے
دلائل سے قائل کیا آپ نے
جہالت کو زائل کیا آپ نے
شریعت کو کامل کیا آپ نے
بیاں کر دیئے سب حلال و حرام
عَلیكَ الصّلوٰۃُ عَلیكَ السّلام

رسول اکرمؐ کی پیروی اور اطاعت کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَ مَا نَہٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ (حشر:۷)

یعنی۔اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائے وہ لے لو اور جس سے منع فرمائے (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (اٰل عمران:۳۱)

یعنی۔اے رسول! کہہ دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اِتّباع کرو۔اس اِتّباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا“۔آپ فرماتے ہیں ”پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک انسان کامل متّبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ سے فیوض و برکات پا نہیں سکتا اور وہ معرفت اور بصیرت جو اس کی گناہ آلود زندگی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹھنڈا کر دے عطا نہیں ہوتی۔ایسے لوگ ہیں جو عُلَمَآءُ اُمَّتِیۡ کے مفہوم کے اندر داخل ہیں“۔

(ملفوظات جلد8 صفحہ 97-96-ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

معلوم ہوا کہ حقیقی طور پر کامیاب زندگی اور ترقی کے اعلیٰ مدارج تک لے جانے والی زندگی وہی ہے جو رسول کریمؐ کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضورؐ کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔اور ہم رسول اللہؐ کا نمونہ جو ترقی کا پائیدار نمونہ ہے، اس نمونہ کو اپنا کر ترقی کی شاہراہ پر روز افزوں ترقیات حاصل کرتے چلے جائیں گے۔مسلمانوں میں اس اتباع رسولؐ کا فقدان ہونے کی وجہ سے ہی وہ خدا سے دور اور مہجور ہیں۔حضرت مسیح

موعود علیہ السلام اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبّ دنیا ہی ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبّ ِ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ یعنی (کہو) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اب اس حُبُّ اللہ کی بجائے اور اِتّباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حُبُّ الدنیا کو مقدم کیا گیا ہے۔ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیادار تھے؟ کیا وہ (نعوذباللہ) سود لیا کرتے تھے؟ یا فرائض اور احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں غفلت کیا کرتے تھے؟ کیا آپ میں معاذ اللہ نفاق تھا، مداہنہ تھا؟ دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے؟ غور کرو! اِتّباع تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو اور پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 349-348-ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آنحضرتؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپؐ کے اسوہ کو اپنایا اور ہمہ قسم کی ترقیات سے ہمکنار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معیاروں نے صحابہ میں جو انقلاب پیدا کیا، یہ بیان فرماتے ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکّا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپ کی حقّانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔‘‘ (آپ کے ماننے والے جو عرب کے لوگ تھے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے کہ) ’’یَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ الۡاَنۡعَامُ (محمد:13)‘‘ (یعنی اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں۔ جانوروں والی حالت ہے۔) ’’یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہوگئی یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (الفرقان:65) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشے کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 145-144-ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

صادفتھم قوم کروث ذلۃً
فجعلتھم کسبیکۃ العقیان

قارئین کرام! آج ایک احمدی ہی ہے جو خلیفہ وقت امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دکھائے ہوئے رسول اللہؐ کے سنہری اصولوں اور اسوہ حسنہ کو اپناتے ہوئے ترقیات کے نت نئے مدارج عالیہ حاصل کر رہا ہے اور کرنا چاہئے۔ حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’’پس اپنے اخلاق ہر حال میں اچھے رکھنے کی ضرورت ہے اور یہی آج ایک احمدی کا شیوہ ہونا چاہئے۔ آج مسلمانوں میں جو فتنے ہیں، فساد ہیں ان کی بنیادی وجہ ہی یہی ہے کہ اخلاق کے معیار گر گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو لوگ بھول گئے ہیں اور صرف زبانی دعوے ہیں۔۔۔۔ پس آج اگر حقیقی خوشی منانی ہے تو پھر آپ کے اُسوہ پر عمل کر کے منائی جا سکتی ہے جہاں عبادتوں کے معیار بھی بلند ہوں۔ جہاں توحید پہ بھی کامل یقین ہو اور اعلیٰ اخلاق کے معیار بھی بلند ہوں۔ اگر یہ نہیں تو ہم میں اور غیر میں کوئی فرق نہیں۔ اگر ہم عمل نہیں کر رہے تو وہ لوگ جو بکھرے ہوئے ہیں اور عارضی لیڈر اور نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر لوگوں کے لئے تنگیوں کے سامان کر رہے ہیں ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر کام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو سامنے رکھیں۔ اللہ کرے کہ اس کی ہم سب کو توفیق ملے۔ (خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2017ء)

رسول اکرم ﷺ پر حضرت مسیح موعودؑ کے بھیجے ہوئے درود کے ساتھ خاکسار اپنے اس مضمون کا اختتام کرتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَ بَارِکۡ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَ اٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

(اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

یارب صل علی نبیک دائماً
فی ھٰذہ الدنیا وبعث ثانی

سیرت النبی ﷺ کے تعلق سے چند جماعتی کتب

- سیرۃ النبی ﷺ
  ازتحریرات وفرمودات
  سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
  آصف احمد خان، مربی سلسلہ، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا
- شانِ خاتم الانبیاء ﷺ
  حضرت بانیء جماعت احمدیہؑ کی تحریرات کی روشنی میں
- سیرت النبی ﷺ
  حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ
- محامد خاتم النبیین ﷺ و نذرانہء دُرود وسلام
  حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہودؑ
- سیرت النبیؐ
  الفضل میں شائع ہونے والے سلسلہ مضامین کا مجموعہ
  حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ
- نبیوں کا سردار ﷺ
  آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی
  حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ
- آنحضرت ﷺ کے بارے میں بائبل کی پیشگوئیاں
  حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ
- اسوہٴ رسول ﷺ اور خاکوں کی حقیقت
  خطبات امام جماعت احمدیہ
  حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- سیرۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
  حضرت مرزا بشیر احمدؓ، ایم اے
- آنحضرت ﷺ اور امنِ عالم
  حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- اسوہء انسانِ کامل
  سیرتِ رسول ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ
  حافظ مظفر احمد صاحب
- ہمارا آقا ﷺ
  شیخ محمد اسماعیل پانی پتی
- انسان کامل
  حضرت میر محمد اسحقؓ
- غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق عظیم
  فتح خیبر اور فتح مکہ
  حافظ مظفر احمد صاحب
- رسالہ درود شریف
  حضرت مولوی محمد اسمٰعیل حلالپوری
- حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن
  امۃ الباری ناصر
- رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ
  مولانا عطاء المجیب راشد، امام بیت الفضل لندن
- شمائل النبیؐ
  شائع کردہ نور فاؤنڈیشن لندن
- سیرت طیبہ محبوب کبریا ﷺ
  مسعود احمد خورشید سنوری
- شمائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
  عبد السمیع خان
- آنحضرت ﷺ پر ہونے والے اعتراضات اور اُن کے جوابات
  از افاضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء سلسلہ
  شائع کردہ مجلس انصار اللہ
- ناموسِ رسالتؐ پر حملوں کا دفاع
  تاریخ احمدیت کے آئینہ میں
  شائع کردہ مجلس انصار اللہ
- حضرت رسول کریمؐ اور بچے
  شائع کردہ لجنہ اماء اللہ
- آغاز رسالت
  سیرۃ وسوانح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
  امۃ الباری ناصر
- دعوت الی اللہ اور ہجرت حبشہ
  امۃ الباری ناصر
- ہجرت مدینہ اور مدینے میں آمد
  سیرۃ وسوانح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
  امۃ الباری ناصر
- ولادت سے نبوت تک
  سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
  بشریٰ داؤد
- نبوت سے ہجرت تک
  سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
  بشریٰ داؤد
- ہجرت سے وصال تک
  سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
  امۃ الباری ناصر
- مشاغل تجارت اور حضرت خدیجہؓ سے شادی
  سیرۃ وسوانح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
  امۃ الباری ناصر
- شعبِ ابی طالب وسفر طائف
  سیرت وسوانح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
  امۃ الباری ناصر
- القصیدۃ فی مدح خاتم النبیین ﷺ
  حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہودؑ
- آنحضرت ﷺ کا عدیم المثال فیضان
  مولانا دوست محمد شاہد، مؤرخ احمدیت
- شانِ خاتم الانبیاء ﷺ
  مولانا دوست محمد شاہد، مؤرخ احمدیت
- شانِ خاتم الانبیاء ﷺ
  مجلس انصار اللہ بھارت
- شانِ رسول عربیؐ
  سلطان احمد پیرکوٹی، مولوی فاضل
- بدرگاہ ذیشانؐ
  منتخب نعتوں کا مجموعہ
  شائع کردہ لجنہ اماء اللہ

***

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے عظیم ترین ماہر نفسیات

از عبد القیوم ناصر سابق امیر جماعت احمدیہ آسنور کشمیر

قارئین کرام! اصل موضوع پر بات کرنے سے پہلے ہم یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ماہر نفسیات کون ہوتا ہے۔ماہر نفسیات دراصل وہ شخص ہوتا ہے جو انسانی ذہن، جذبات، رویوں، خیالات اور دیگر نفسیاتی مسائل کا مطالعہ کرتا ہے، انہیں سمجھتا ہے اور پھر ان کا حل بھی فراہم کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات نے نفسیاتی صحت کے حوالے سے نہایت جامع اور گہرے اصول بیان کیے ہیں۔ان تعلیمات میں انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر امن، سکون اور خوشحالی کو فروغ دینے پر خصوصی زور دیا گیا ہے، تاکہ انسان نہ صرف ذہنی طور پر متوازن رہے بلکہ معاشرتی طور پر بھی پرسکون زندگی گزار سکے۔قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں نفس کی تربیت، اس کی اصلاح اور ذہنی صحت کے استحکام کے لیے متعدد راہنما اصول بیان کیے گئے ہیں۔ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کو نہ صرف عبادت کا ثمرہ قرار دیا گیا ہے، بلکہ اسے خیر اور فلاح کے حصول کا ذریعہ بھی سمجھا گیا۔

ماہر نفسیات ایک جدید اصطلاح ہے، جس کا ذکر قرآن کریم یا احادیث نبویہ میں براہ راست نہیں ملتا۔ تاہم انسانی نفسیات، جذبات، فطری میلانات اور باطنی کیفیات کے بارے میں قرآن و سنت ایسی جامع، عمیق اور مؤثر تعلیمات پیش کرتے ہیں جن کی مثال دنیا کے کسی اور نظام فکر میں نہیں ملتی۔اسی بنا پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت، حکمت و بصیرت اور اصلاح نفس کا طریق ایک عظیم نفسیاتی سرمایہ قرار دیا جا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (سورۃ التوبہ، آیت 128)

یعنی یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے۔تمہاری تکلیف اس پر شاق گزرتی ہے، وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہش مند ہے اور مومنوں کے لیے انتہائی شفیق اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے حالات، احساسات، جذبات اور نفسیاتی کیفیات سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔آپؐ محض ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ انسان کے باطن، اس کی روحانی ضروریات، نفسیاتی کمزوریوں اور فطری رجحانات کو بھی پوری حکمت کے ساتھ سمجھتے تھے، اور پھر ہر شخص کی استعداد اور کیفیت کے مطابق اس کی راہنمائی فرماتے تھے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے "وہی ہے جس نے انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

(سورۃ الجمعہ، آیت 2)

اس قرآنی ارشاد کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے معلم، مربی، مصلح اور راہنما تھے جو انسانی نفس، جذبات اور فطرت انسانی کی گہری معرفت رکھتے تھے۔آپؐ صرف مسائل کی نشاندہی نہیں کرتے تھے بلکہ روحانی، اخلاقی اور عملی تربیت کے ذریعے انسان کی اندرونی اصلاح بھی فرماتے تھے۔

یہاں آپؐ کو معلم حکمت قرار دیا گیا ہے۔حکمت سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کی ذہنی، نفسیاتی اور روحانی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب وقت پر مناسب انداز میں ایسی تعلیم اور تربیت کی جائے جو اس کے دل و دماغ پر مثبت اثر چھوڑے۔یہی غیر معمولی بصیرت، فہم، فراست، حسن تدبیر اور نفوس انسانی کی صحیح تشخیص آپؐ کو ایک بے مثال معلم حکمت بناتی ہے۔

اگرچہ "ماہر نفسیات" ایک جدید اصطلاح ہے، لیکن انسانی شخصیت کی تعمیر، ذہنی و روحانی بیماریوں کے علاج، اخلاقی اصلاح، جذبات کی تطہیر اور کردار سازی کے جس کامل اور مؤثر نظام کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی، اس کی ہمسری جدید نفسیات بھی نہیں کر سکتی۔آپؐ نے محبت، شفقت، حکمت، انفرادی مزاج شناسی اور عملی نمونے کے ذریعے انسانوں کے قلوب و اذہان میں ایسی مثبت تبدیلیاں پیدا کیں جو محض نظریاتی گفتگو سے کبھی ممکن نہیں ہوسکتیں۔یہی وہ اوصاف ہیں جو آپؐ کو انسانیت کا کامل ترین مربی، معلم حکمت اور حقیقی معنوں میں انسانی نفسیات کا سب سے اعلیٰ راہنما قرار دیتے ہیں۔ایک ماہر نفسیات کا بنیادی مقصد انسان کے افکار، جذبات اور رویّوں میں مثبت اور دیرپا تبدیلی پیدا کرنا ہوتا ہے۔اگر اس معیار پر آنحضرتؐ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپؐ نے نہایت مختصر عرصے میں ایک ایسی قوم کی کایا پلٹ دی جو شراب نوشی، خونریزی، قبائلی تعصب، جہالت، اخلاقی انحطاط اور بے شمار معاشرتی برائیوں میں مبتلا تھی۔آپؐ نے حکمت، محبت، شفقت، حسن تربیت اور روحانی تزکیہ کے ذریعے انہی افراد کو اعلیٰ اخلاق، تقویٰ، ایثار، رحم، عدل اور خدا ترسی کا پیکر بنا دیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اس عظیم انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وہ نبی جس نے ایک وحشی قوم کو انسان بنایا، اور پھر انسان سے خدا نما انسان بنایا۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 121)

یہ تبدیلی محض ظاہری اصلاح نہ تھی بلکہ انسان کے باطن، فکر، کردار اور نفسیات کی ہمہ جہت تطہیر تھی۔یہی وہ غیر معمولی تربیتی اور نفسیاتی انقلاب ہے جس کی نظیر انسانی تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔کسی بھی ماہر نفسیات کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ نفس شناس ہو، یعنی وہ انسانی جذبات، خیالات اور باطنی کیفیات کو گہرائی سے سمجھتا ہو۔اسی بصیرت کی بنیاد پر وہ انسان کی اندرونی حالت کا درست ادراک کر سکتا ہے، جس کے بغیر کوئی بھی علاج یا تربیت مؤثر نہیں ہو سکتی۔

اس تناظر میں اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ آپ ہر فرد کو اس کی ذہنی کیفیت، عمر، علمی استعداد، اور موجود حالات کے مطابق نصیحت اور تربیت فرماتے تھے۔آپ کا طرز عمل انفرادی نوعیت کا حامل تھا۔اس کا واضح ثبوت صحیح بخاری کی مشہور حدیث سے ملتا ہے، جس میں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے وصیت طلب کی۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا تغضب" (غصہ نہ کرو)۔اس شخص نے بار بار یہی سوال دہرایا اور آپ ﷺ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کرو۔اس واقعے سے دو اہم نفسیاتی نکات سامنے آتے ہیں۔ایک یہ کہ آپ ﷺ نے اس شخص کی مزاجی کیفیت کو بھانپ لیا کہ اس کا اصل مسئلہ غصہ ہے، چاہے اس نے خود اس کا اظہار نہ کیا ہو۔اور دوسرا یہ کہ بار بار ایک ہی جواب دے کر آپ ﷺ نے اسے ذہنی طور پر اس نکتے پر مرکوز کیا، تاکہ یہ نصیحت اس کے شعور کا حصہ بن جائے اور عملی زندگی میں اس کا نفاذ ممکن ہو سکے۔یہی وہ نفسیاتی بصیرت ہے جو سیرت نبوی کو ہر دور کے ماہرین نفسیات کے لیے ایک لازوال سرمایہ بناتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عام گفتگو یا تبلیغ بھی سامنے والے کی نفسیات سے اسقدر ہم آہنگ ہوتی تھی کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث ہے جس میں بیان ہے کہ ایک بدوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔بلکل۔اس بدوی نے پھر سے پوچھا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جسے اگر تم تکلیف میں پکارتے ہو تو وہ تمہاری تکلیف کو دور کرتا ہے۔قحط سالی میں پکارتے ہو تو وہ تمہارے لئے اناج پیدا کرتا ہے اور بے آب و گیاہ زمیں میں راستے سے بھٹک کر اسے پکارتے ہو تو تمہیں راستہ دکھاتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو سن کر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔یہ گفتگو اس ماہر نفسیات کی گہرائی اور بصیرت کو بیان کرتی ہے، جس نے ایک معمولی سی گفتگو میں ایک عام انسان کی نفسیاتی پیچیدگیوں کو سمجھ کر اسے ایسا "تریاق" عطا کیا جو اس کی روحانی اور ذہنی پیاس کو ہمیشہ کے لیے بجھا گیا۔یہ دراصل اس بات کی علامت ہے کہ سچی سمجھ اور ہمدردی سے بھری بات انسان کی زندگی میں انقلابی تبدیلی لا سکتی ہے۔نفسیات کا ایک اور اہم نقطہ یہ بتایا جاتا ہے کہ انسان کے اندر مایوسی اور خوف وہراس کے رجحان کو پنپنے نہ دیا جائے۔اس تناظر میں جب ہم معلم انسانیت حضرت رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ جذبات کو قابو میں رکھنے کی تعلیم دی ہے۔آپ ﷺ نے غصہ، حسد، خوف اور رنج جیسے منفی جذبات کو اپنی حکیمانہ نصائح کے ذریعے مٹانے اور ان سے اپنے نفس کو پاک رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ".

"طاقتور وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے، بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔"

(صحیح بخاری كِتَابُ الْأَدَبِ (بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ)۔

ماہرین کے نزدیک بھی انسانی شخصیت کی تعمیر میں خوف اور امید کے درمیان توازن بے حد ضروری ہے۔آپ ﷺ نے جہاں مومنوں کو خشیت الٰہی (خدا خوفی) کی تعلیم دی، وہاں خدا کی رحمت، محبت اور لقائے الٰہی کی امید بھی دلائی۔یہی متوازن نفسیاتی تربیت انسان کو مایوسی اور خوف کے غلبے سے بچاتی ہے۔

آپ ﷺ نے ہمیشہ مثبت طرز فکر کی تعلیم دی اور منفی سوچ، ناامیدی و مایوسی سے سختی سے منع فرمایا۔چنانچہ آپ ﷺ نے مایوسی کو کفر کے مترادف قرار دیا اور ہر حال میں امید، توکل اور حسن ظن کو فروغ دیا—اور یہی ایک کامیاب ماہر نفسیات کا اعلیٰ ترین وصف ہوتا ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں: "لوگوں کو خوشخبری دو، نفرت نہ دلاؤ؛ آسانیاں پیدا کرو، دشواریاں پیدا نہ کرو۔"

(صحیح بخاری)۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے امت میں ایک خوشگوار ماحول کے قیام کے لیے کس قدر گہری نفسیاتی مہارت کا استعمال کیا اور اس کے بہترین مثبت نتائج حاصل کیے۔

" نفسیاتی طور پر کمزور انسان کے ساتھ محبت، ہمدردی اور شفقت کے ساتھ پیش آنے کی تعلیم اسوۂ رسول ﷺ سے ثابت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ غلطیوں اور کمزوریوں پر سخت تنقید کے عمل کو ناپسند فرمایا، اور اس کے برعکس ایسے مواقع پر حکمت، شفقت اور ہمدردانہ اصلاح کو ترجیح دی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اسوۂ رسول ﷺ کے تعلق سے لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسان کے لئے اس قدر رحم دل تھے کہ اس سے بڑھ کر تصور نہیں کیا جا سکتا۔" (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 118)۔

آج کے جدید دور میں نفسیاتی کمزوریوں کی کونسلنگ (Counselling) میں بھی ہمدردی اور شفقت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حالات میں نہ صرف اپنے ماننے والوں بلکہ دشمنوں کے ساتھ بھی جس ہمدردی، محبت اور نرمی کا سلوک فرمایا، وہ انسانی نفسیات کی عمیق فہم و فراست کو اجاگر کرتا ہے۔ اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو ہمارے پیارے آقا ﷺ کے اس خوبصورت وصف کے گواہ ہیں۔

جدید دور میں مادی ترقی کے باوجود انسان اندرونی طور پر بے چین اور پریشان نظر آتا ہے، جس کی بنیادی وجہ روحانی اور قلبی سکون کا فقدان ہے۔ اس مسئلے کا موثر علاج رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی راہ ہے، یعنی ذکر الٰہی، نماز، دعا اور صبر۔ قرآن مجید نے بھی واضح فرمایا:

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ (سورۃ الرعد: 28)

خبردار! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سکونِ قلب کا واحد نسخہ ذکر الٰہی کو قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خود عملی زندگی میں اس کی تعلیم دی اور صحابہ کرام کو ہر حال میں ذکر، نماز اور صبر کا پابند رہنے کی تلقین فرمائی۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے دل اور ذکر کے تعلق کو خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے کہ انسان کے دل میں دو خانے ہوتے ہیں، ایک میں فرشتہ اور دوسرے میں شیطان کا اثر ہوتا ہے۔ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو شیطان وسوسے ڈالتا ہے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ ذکر الٰہی دل کو شیطانی وسوسوں اور بے چینی سے بچانے کا ذریعہ ہے۔

پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا یہ وہ راستہ ہے جو انسان کو نفسیاتی اُتھل پتھل سے نکال کر سکون اور اطمینان عطا کرتا ہے۔ آج کی تیز رفتار زندگی میں اگر ہم ان اصولوں کو اپنالیں تو بے شمار مسائل خود بخود حل ہو سکتے ہیں۔

ایک ماہر نفسیات کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنے مخاطب کی نفسیات پر اپنے کردار، حسنِ اخلاق اور پاکیزہ جذبات کے ذریعے مثبت اثر ڈالے۔ محض الفاظ ہی نہیں بلکہ انسان کا طرزِ عمل، چہرے کے تاثرات اور گفتگو کا انداز بھی دوسروں کے دل و دماغ پر گہرا نقش چھوڑتے ہیں۔ ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اس حقیقت کی روشن ترین مثال ہے۔ ہزاروں مستند روایات سے ثابت ہے کہ آپؐ نہایت خوش اخلاق، کشادہ رو، نرم خو اور ہمیشہ تبسم سے آراستہ رہتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن حارثؓ روایت کرتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا" (جامع ترمذی، حدیث: 3641)

اسی طرح آپؐ نے خوش اخلاقی اور خوش کلامی کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا" اپنے بھائی سے خوش دلی کے ساتھ بات کرنا بھی صدقہ ہے"

(جامع ترمذی، حدیث: 1956)

نفسیاتی اعتبار سے اگر غور کیا جائے تو جو شخص اپنے دوستوں سے ہی نہیں بلکہ اپنے مخالفین اور دشمنوں سے بھی مسکراتے چہرے، نرم لہجے اور شائستہ انداز میں گفتگو کرے، وہ ان کے دلوں پر ایسا گہرا اثر چھوڑتا ہے جس کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ انسانی نفسیات کا مسلمہ اصول ہے کہ محبت، نرمی اور حسنِ سلوک اکثر وہ نتائج پیدا کرتے ہیں جو سختی، غصہ اور انتقام سے کبھی حاصل نہیں ہوتے۔

سیرتِ نبویؐ میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن میں مخالفین آپؐ کو برا بھلا کہتے، گالیاں دیتے اور ایذا پہنچاتے رہے، مگر آپؐ نے صبر، خاموشی، مسکراہٹ اور حسنِ اخلاق ہی سے ان کا مقابلہ فرمایا۔ یہی وہ اعلیٰ ترین نفسیاتی حکمت تھی جس نے سخت دل انسانوں کو نرم کر دیا، دشمنوں کو دوست بنا دیا اور نفرتوں کو محبت میں تبدیل کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف اخلاقِ حسنہ ہی نہیں بلکہ انسانی نفسیات پر کامل عبور کا بھی ایک بے مثال مظہر تھا۔ یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ اگر انسان کی غلطیوں پر رویے سخت اور نفرت انگیز رکھے جائیں تو انسان گناہوں اور غلطیوں پر ڈھیٹ ہو جاتا ہے اور ان کا عادی بن کر سرکشی اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ہر غلطی پر صرف نرمی ہی برتی جائے تو یہ بھی اسے بے باک اور ضدی بنا دیتی ہے۔ نفسیاتی علم یہی بتاتا ہے کہ موقع اور محل کے مطابق ہی سختی یا نرمی برتنی چاہیے۔ ایک مرتبہ دیہات کے رہنے والے کچھ لوگ مدینہ تشریف لائے اور ان میں سے ایک ناواقف شخص نے مسجد ہی میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرامؓ غصے میں آگئے اور اس شخص کی طرف لپکنے لگے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روکا اور ارشاد فرمایا:

"تم نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے کے لئے" (بخاری: 220)۔

جب وہ دیہاتی فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس جگہ پر بہا دیا (تاکہ وہ پاک ہو جائے)۔

پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو بلا کر نہایت پیار بھرے لہجے میں سمجھایا کہ:

"یہ مسجدیں پیشاب یا گندگی کے لیے نہیں ہیں، یہ تو صرف اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کے لیے بنائی گئی ہیں"۔

آپ ﷺ کے اس حسنِ سلوک اور شفقت کا اس دیہاتی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے گناہ کا اعتراف کیا اور دوبارہ ایسا نہ کرنے کا عہد کیا۔ یہ تھی وہ نفس شناسی اور حکمتِ عملی جو جاہل سے جاہل انسان کی تربیت کا موجب بنی اور رہتی دنیا تک کے لیے نفسیاتِ انسانی کا سب سے بہترین اصول قرار پائی۔

جدید نفسیات میں جہاں بعض ماہرین گناہ یا کمزوری کے احساس کو محض جرم (Guilt) کے خانے میں ڈال کر اسے منفی اثر قرار دیتے ہیں، وہیں اسلام کا نقطہ نظر اس سے کہیں زیادہ جامع اور علاج پر مبنی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے اس احساس کمزوری یا احساس گناہ کو انسان کی فطرت کا حصہ قرار دیا اور اسے روحانی ترقی کا ذریعہ بنایا۔ آپ ﷺ نے توبہ کو صرف پچھلے قصور کا اعتراف نہیں، بلکہ مستقبل کی اصلاح اور خود احتسابی کا بہترین راستہ بتایا۔ بار بار استغفار اور توبہ کی تعلیم اس لیے دی گئی کہ انسان اپنی کمزوریوں کو اپنے اوپر بوجھ نہ بننے دے، بلکہ انہیں خدا کی طرف پلٹنے کا زینہ بنا لے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان کبھی مایوس نہ ہو اور ہر حالت میں خدا کی طرف رجوع کرے"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 18)

پس اس نکتہ نفسیات کو کس بہترین پیرایے میں اسلام نے پیش کیا ہے کہ گناہ کا احساس اگر مایوسی میں بدل جائے تو وہ شیطانی ہے، لیکن اگر وہی احساس خدا کی طرف رجوع کا سبب بنے تو وہ روحانی ترقی کی کنجی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں توبہ کو گناہوں کو مٹانے والا، اور نفس کی اصلاح کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، نہ کہ عذاب یا نفسیاتی الجھن کا باعث۔ یہ تعلیم انسان کو خود شناسی اور خدا شناسی دونوں کی طرف لے جاتی ہے۔ احساسِ کمتری بھی ایک سنگین نفسیاتی مسئلہ ہے اور اس کا بہترین حل یہی ہے کہ ایسے شخص میں حوصلہ اور ہمت پیدا کی جائے اور اسے اس احساس کے جال سے نکالا جائے۔ ایک مرتبہ ایک شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کر رہا تھا اور دورانِ گفتگو (رعب کی وجہ سے) اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً بھانپ لیا کہ وہ شخص آپ سے ہیبت زدہ ہے۔ اس کا حوصلہ بڑھانے اور اس کے اندر سے احساسِ کمتری وخوف کو ختم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے نہایت شفقت سے فرمایا:

"میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو قریش کی ایک ایسی عام عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی"۔

یہ تھی وہ کمالِ نفسیاتی بصیرت اور عاجزی، جس کی بنا پر آپ ﷺ نے سامنے والے کے دل سے خوف اور احساسِ کمتری کو دور کر کے اس کی حکیمانہ تربیت فرمائی۔

قارئین کرام! دنیا کے سارے ماہرین نفسیات مل کر بھی کوشش کریں تو کیا وہ اتنی کم مدت میں لوگوں میں وہ تبدیلی پیدا کر سکیں گے جو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کر کے دکھائی؟ کیا سب ماہرین نفسیات مل کر ایک ایسے آدمی کو، جو دہائیوں سے شراب کا عادی ہو، شراب کی لت سے چھڑا سکتے ہیں کہ وہ بعد میں اس کا نام بھی نہ لے؟ یقیناً نہیں کر سکتے۔ مگر ہمارے عظیم رہبر کامل نے یہ شاہکار بھی کر کے دکھایا ہے۔ آپ کے ایک اشارے پر شراب کی عادی پوری قوم نے شراب سے ایک لمحے میں ایسا منہ موڑا کہ زندگی بھر اس لت کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) نے کیا خوب فرمایا ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سال کے عرصہ میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔" (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1)

یہ تبدیلی محض سیاسی یا معاشرتی حدود تک محدود نہ تھی بلکہ بنیادی طور پر یہ تبدیلی ایک نفسیاتی انقلاب تھا، جس کی وجہ سے روحیں بدل گئیں، دل بدل گئے، سوچ بدل گئی، ترجیحات بدل گئیں اور بالآخر زندگی کا مقصد ہی بدل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسان کی فطرت، جذبات اور نفسیات کو سب سے بہتر سمجھا اور ان کی تربیت کے لیے ایسی تعلیم اور طریقہ دیا جو ہر زمانے اور ہر معاشرے کے لیے قابلِ عمل اور قابلِ تقلید ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عظیم فلسفے اور ان گہرے نفسیاتی اصولوں کو سمجھنے، انہیں اپنی زندگی میں اپنانے، اور اپنے گھروں، خاندانوں اور معاشرے میں عملی طور پر نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، تاکہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایک متوازن، پُرامن، بااخلاق اور سلجھا ہوا معاشرہ قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں، جس کی آج کے دور میں پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 91847-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر :14)- حصہ دوم)

آنحضرت ﷺ کی ولادت کے بعد عرب کے عام دستور کے مطابق رضاعت کے لئے آپؐ کو دایہ کے سپرد کیا گیا۔ پہلے ثوبیہ اور پھر حلیمہ سعدیہ کو آپ کی مرضعہ ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق۔ بی بی حلیمہ سے پہلے ثوبیہ نے اپنے بیٹے مسروح کے دودھ کے ساتھ آنحضور ﷺ کی رضاعت کی۔ ثوبیہ نے ہی اس سے پہلے حضرت حمزۃ اور حضرت عبد اللہ بن جحش کی بھی رضاعت کی تھی۔ ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ حضرت نبی اکرم ﷺ سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں پایا آپ نے فرمایا کیسے نہیں ہوں گا میں قبیلہ کے لحاظ سے قریشی ہوں اور بنی سعد میں میں نے دودھ پیا ہے۔ پس عربوں کا یہ دستور تھا کہ لوگ اپنے بچوں کو دوسرے قبیلہ کی دایہ کے پاس چھوڑ آیا کرتے تھے تاکہ بچہ دیہات کی خالص فضا میں پروان چڑھے اور اس کی زبان فصیح ہو۔

بکریوں کی نگہبانی:

بکریوں کی نگہبانی انبیاء کی سنت ہے اور ہمارے پیارے نبی نے بھی اپنے مقدس بچپن میں اس سنت پر عمل فرمایا۔ آپ نے اس کا ذکر نہایت محبت کے رنگ میں فرمایا ہے اور اس پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

’’تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا‘‘

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 465)

آپ نے آنحضور ﷺ کی زندگی کے مختلف ادوار کا ذکر فرمایا ہے اور وہ دور مبارک جو اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی (الضحیٰ:7) کے تحت دور یتیمی کی مشکلات کا زمانہ ہے اس دور میں آنحضور ﷺ پر جو مصائب تھے ان کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ آپ ہر وقت خدا کی پناہ میں تھے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ نہایت محبت بھرے الفاظ میں آنحضور ﷺ کی زندگی کے اس دور کا ذکر فرمایا ہے۔

’’اور جب کچھ سن تمیز پہنچا تو یتیم اور بے کس بچوں کی طرح جن کا دنیا میں کوئی بھی نہیں ہوتا اُن بیابان نشین لوگوں نے بکریاں چرانے کی خدمت اُس مخدوم العالمین کے سپرد کی اور اُس تنگی کے دنوں میں بجز ادنیٰ قسم کے اناجوں یا بکریوں کے دُودھ کے اور کوئی غذا نہ تھی‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ صفحہ 113-112)

کتب سیرت و تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اہل مکہ کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتے تھے۔ جیسا کہ ابن سعد کی روایت ہے عن ابی ہریرۃ قالَ رسولُ اللہ ما بَعَثَ اللہُ عَزَّ وَ جَلَّ نبیاً إِلَّا رَعَی الغَنَمَ قال لہ اصحابہ و أنتَ یا رَسُولَ اللہِ قال نعم و انا رعیتہا لأھل مکۃ بالقیراط یعنی ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریوں کی نگہبانی نہ کی۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ نے بھی۔ آپ صلی اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے اہل مکہ کی بکریوں کی نگہبانی چند قیراط کے عوض کی تھی۔ روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بنو سعد کی بکریوں کی نگہبانی بھی کی اور اہل مکہ کی بکریوں کی نگہبانی بھی کی۔ اسی طرح ایک روایت میں قیراط کی بجائے اجیاد کے الفاظ بھی ہیں وَاَنَا اَرعی غَنمَ اَھلی بِاَجیادٍ۔ یعنی میں چند اجیاد کے عوض اپنے خاندان کی بکریوں کی نگہبانی کیا کرتا تھا۔

حضور نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس عرصہ میں آپ ﷺ کی بجز ادنیٰ قسم کے اناجوں اور بکریوں کے دودھ کے اور کوئی غذا نہ تھی۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 حاشیہ صفحہ 113-112)

اسکے ثبوت میں بھی روایات موجود ہیں۔ یہ واقعات آپؐ کی زندگی کے اس حصہ سے تعلق رکھتے ہیں جس میں آپ بی بی حلیمہ سعدیہ کے ہاں بچپن میں رہے۔ اور یہ عرصہ چار سال کا ہے۔ بنو سعد ایک خالص دیہاتی قبیلہ تھا اور ایسے قبائل کی غذا سادہ ہی ہوا کرتی تھی۔ اور مکہ کے لوگوں کی بھی عام غذا بکریوں کا دودھ اور سبزیاں ہی ہوا کرتی تھی۔ اس عرصہ میں اعلیٰ قسم کی غذا کھانے کا کم ہی موقعہ ملا ہوگا۔ دوسرے بچوں کی طرح آپ کا گزر بسر بھی جنگلی پھلوں، سبزیوں اور بکری کے دودھ پر تھا۔ ان حالات کی تصویر ایک روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ (صحابہ کے ساتھ) ارک نامی بوٹی کے پاس سے گزرے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اسکے سیاہ پھل کھایا کرو میں بھی یہی چنا کرتا تھا جب میں گلہ بانی کرتا تھا۔ اُن (صحابہ) نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ نے بھی گلہ بانی کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اور کوئی نبی ایسا نہیں جس نے گلہ بانی نہ کی ہو۔ ارک جس کی جمع اراک ہے ایک جھاڑی نما پودے پر اگنے والا ایک پھل ہے جو بالعموم اونٹوں اور بکریوں کی خوراک ہے لیکن انسان بھی اسے کھالیتے ہیں۔ اور اس کا اردو ترجمہ پیلو کیا جاتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مَا مِن نَبِیٍ إِلَّا قَد رَعَاھَا یعنی ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں تو قرآن اور حدیث اور بائیبل اور تاریخ سے بھی اس کے اشارے ملتے ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کا بکریوں کی نگہبانی کرنے کا ثبوت سورۃ طہٰ کی آیت قَالَ هِیَ عَصَایَ أَتَوَكَّأُ عَلَیۡهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِی وَلِیَ فِیهَا مَآرِبُ أُخۡرَىٰ (طٰہٰ:19) یعنی: اس نے کہا یہ میرا عصا ہے، میں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اس کے ذریعے اپنی بھیڑ بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اسمیں میرے لئے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ سورۃ القصص میں بھی اشارے ملتے ہیں کہ حضرت شعیب اور انکی اولاد بھی بکریوں کی نگہبانی کرتے تھے۔ دراصل بکریاں چرانے میں کئی حکمتیں ہیں اور انکا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان ارشادات میں فرمایا ہے جو پہلے پیش کئے جا چکے ہیں۔ ان ارشادات سے جو حکمتیں معلوم ہوتی ہیں انکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حالات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئے یہ خاص حکمت الٰہی سے تھے۔ مثلاً یہ کہ شیر خوارگی کی عمر میں دایوں کے سپرد کئے جانے سے آپ میں وسعت حوصلہ بہادری اور صبر کی عادات پروان چڑھیں۔ بکریوں کی نگہبانی سے آپ ﷺ کی کئی پہلوؤں سے تربیت ہوئی۔ چرواہے جب گلہ لیکر جنگلوں میں جاتے ہیں تو بکریاں تو اپنا پیٹ بھر لیتی ہیں لیکن چرواہے اکثر بھوکے رہ جاتے ہیں یا انہیں ادنیٰ قسم کی غذا پر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان میں حلم اور صبر پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر بعض اوقات چرواہوں کو کئی قسم کے خطرات و مشکلات اور ناگہانی آفات سے بھی واسطہ پڑتا ہے ان نامساعد و پُرخطر حالات میں چرواہے اپنے جانوروں کی حفاظت کرتے ہیں اور انکو خطرات کی جگہوں سے دور رکھتے ہیں اور ممنوعہ علاقوں میں جانے سے بھی روک رکھتے ہیں۔ اس طرح چرواہوں میں بہادری سے اپنی رعیت کی نگہبانی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ نبی بھی اپنی قوم کا رائی ہوتا ہے اس لئے نبی میں ان صلاحیتوں کا پایا جانا ازبس ضروری ہے۔ جس طرح چرواہا اپنی رعیت سے اور اسکی رعیت اس سے مانوس ہوتی ہے اسی طرح نبی اور اسکی رعیت بھی ایک دوسرے سے رشتہ انسیت میں بندھ جاتے ہیں۔ پس یہ خصائص پیدا کرنے کے لئے ہر نبی کی طرح بلکہ اُن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان حالات میں سے گزارا اور آپ کی ربوبیت فرمائی۔ آپ نے ایک جگہ اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

’’یاد رہے کہ اٰوی کا لفظ جو اسی وحی الٰہی میں ہے یعنی یہ فقرہ کہ اِنہ اٰوَی القَریَۃ اس لفظ کے عربی میں یہ معنی ہیں کہ ایک حد تک مصیبت دکھلا کر پھر اپنی پناہ میں لے لینا بکلی برباد نہ کرنا یہ محاورہ قرآن شریف اور تمام عرب زبان میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی یعنی کیا خدا نے تجھ کو یتیم پا کر پھر پناہ نہ دی ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے اول آپ ہی آنحضرت ﷺ کو یتیم کیا اور یتیمی کے تمام مصائب آنحضرت ﷺ پر وارد کئے اور پھر بعد مصائب کے پناہ دی۔‘‘

(مکتوبات احمد، جلد 6 صفحہ 152)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 55 تا 58 ، مطبوعہ کینیڈا 2018)

نعت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

السّلام ! اے ہادیٔ راہِ ہدیٰ جانِ جہاں
والصّلوٰۃ ! اے خیر مطلق اے شہِ کون و مکاں

تیرے ملنے سے ملا ہم کو وہ "مقصودِ حیات"
تجھ کو پا کر ہم نے پایا "کامِ دل" آرامِ جاں

آپ چل کر تو نے دکھلا دی رہِ وصلِ حبیب
تو نے بتلایا کہ یوں ملتا ہے یارِ بے نشاں

ہے کشادہ آپ کا بابِ سخا سب کے لئے
زیرِ احساں کیوں نہ ہوں پھر مرد و زن پیر و جواں

تشنہ روحیں ہو گئیں سیراب تیرے فیض سے
علم و عرفانِ خداوندی کے بحرِ بیکراں!

ایک ہی زینہ ہے اب بامِ مرادِ وصل کا
بے ملے تیرے ملے ممکن نہیں وہ دل ستاں

تو وہ آئینہ ہے جس نے منہ دکھایا یار کا
جسم خاکی کو عطا کی روح اے جانِ جہاں!

تا قیامت جو رہے تازہ تری تعلیم ہے
تو ہے روحانی مریضوں کا طبیبِ جاوداں

ہے یہی ماہِ مبیں جس پر زوال آتا نہیں
ہے یہی گلشن جسے چھوتی نہیں بادِ خزاں

"کوئی راہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں"
خوب فرمایا یہ نکتہ مہدیٔ آخر زماں

یہ دعا ہے میرا دل ہو اور تیرا پیار ہو
میرا سر ہو اور تیرا پاک سنگِ آستاں

(درعدن ایڈیشن 2008 صفحہ 21-20)

محبتِ الٰہی کے حصول کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنۡ یُّحِبُّکَ وَالۡعَمَلَ الَّذِیۡ یُبَلِّغُنِیۡ حُبَّکَ، اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَّفۡسِیۡ وَاَھۡلِیۡ وَمِنَ الۡمَاءِ الۡبَارِدِ۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہؐ باب فی عقد التسبیح بالید)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور ایسے عمل کی (محبت بھی مانگتا ہوں) جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! تُو اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان میرے اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔

***

تذکار مہدی

سید نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

پابندی نماز کی عادت

یہ دیکھ کر کہ آپ کے والد صاحب مصائب دنیوی میں بہت گھرے ہوئے ہیں ان کے کہنے پر یہ کام اپنے ذمہ لے لیا کہ ان کی طرف سے ان کے مقدمات کی پیروی کر دیا کریں۔ ان مقدمات کے دوران آپ کی انابت الی اللہ اور بھی ظاہر ہوئی۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپؑ مقدمے کی پیروی کے لئے گئے اور مقدمے کے پیش ہونے میں دیر ہوگئی۔ نماز کا وقت آ گیا۔ آپ باوجود لوگوں کے منع کرنے کے نماز کے لئے چلے گئے اور جانے کے بعد ہی مقدمہ کے لئے بلائے گئے مگر آپ عبادت میں مشغول رہے۔ اس سے فارغ ہوئے تو عدالت میں آئے۔حسب قاعدہ سرکاری چاہئے تو یہ تھا کہ مجسٹریٹ یک طرفہ ڈگری دے کر آپ کے خلاف فیصلہ سنا دیتا مگر اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ بات ایسی پسند آئی کہ اس نے مجسٹریٹ کی توجہ کو اس طرف سے پھیر دیا اور اس نے آپ کی غیر حاضری کو نظرانداز کر کے فیصلہ آپ کے والد صاحب کے حق میں کر دیا۔

(دعوۃ الامیر۔انوار العلوم جلد 7 صفحہ 575)

گھر میں باجماعت نماز ادا کرنا

افسوس ہے کہ باوجود باجماعت نماز کے مواقع کے بہم پہنچنے کے ابھی ہماری جماعت میں اس کا رواج اتنا نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ پہلے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ دوست ایک دوسرے سے دُور دُور رہتے تھے اور دوسروں کے ساتھ وہ پڑھ نہ سکتے تھے اس لئے یہ عادت پڑ گئی کہ گھروں میں نماز پڑھ لی جائے۔اگرچہ اس صورت میں بھی نماز باجماعت کی یہ ترکیب ہے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جماعت کرا لی جائے۔ تو عادت نہ ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز کی قیمت لوگوں کے دلوں میں نہیں رہی اس عادت کو ترک کر کے نماز باجماعت کی عادت ڈالنی چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے مواقع پر جب نماز کے لئے مسجد میں نہ جاسکتے تھے گھر میں ہی جماعت کرالیا کرتے تھے اور شاذ ہی کسی مجبوری کے ماتحت الگ نماز پڑھتے تھے۔ اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملا کر جماعت کرا لیتے تھے۔ والدہ کے ساتھ دوسری مستورات بھی شامل ہوجاتی تھیں۔ پس اول تو ہر جگہ دوستوں کو جماعت کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی چاہئے اور جس کو یہ موقع نہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی مل کر نماز باجماعت کرا لیا کرے۔ ہر جگہ دوستوں کو نماز باجماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں شہر بڑا ہو اور دوست دُور دُور رہتے ہوں وہاں محلہ وار جماعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جہاں مساجد نہیں ہیں وہاں مساجد بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے دیکھا ہے بعض جگہ کے دوستوں میں یہ نقص ہے کہ وہ یہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ فلاں جگہ ملے گی تو مسجد بنائیں گے۔ ایسے دوستوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا خدا تعالیٰ سے ملاقات کو بیوی کی ملاقات جتنی بھی اہمیت نہیں۔ کیا کوئی شخص یہ بھی کبھی کہتا ہے کہ جب مجھے فلاں محلّہ میں زمین ملے گی تو وہاں مکان بنا کر شادی کروں گا؟ پھر خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لئے گھر کی تعمیر کو کسی خاص جگہ ملنے پر ملتوی رکھنا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔ جہاں بھی جگہ ملے مسجد بنا لینی چاہئے پھر اگر اپنی پسند کی جگہ حاصل ہوجائے تو اس کے سامان کو وہاں لے جا کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔مسجد کے سامان سے بہتر مسجد بنانے میں کیا حرج ہے۔ آخر ہر مسجد خانہ کعبہ کی حیثیت تو نہیں رکھتی کہ اسے اپنی جگہ سے ہلایا نہیں جاسکتا۔

(بعض اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 16 صفحہ 493-494)

نماز وقار کے ساتھ پڑھنی چاہئے

نماز اپنی تمام قیود اور پابندیوں کے ساتھ ایک انتہا درجہ کی خوبصورت چیز ہے۔ مگر جب ہم اپنی غفلت اور نادانی کی وجہ سے اس کو چھانٹتے چلے جائیں تو وہ بے فائدہ اور لغو چیز بن جاتی ہے اور ایسی نماز کبھی بابرکت نہیں ہوسکتی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ لوگ نماز اس طرح پڑھتے ہیں جس طرح مرغ ٹھونگے مار کر دانے چگتا ہے۔ ایسی نماز یقیناً کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی بلکہ بعض دفعہ ایسی نماز لعنت کا موجب بن جاتی ہے۔

(الفضل 20 / مئی 1939ء جلد 27 نمبر 115 صفحہ 4)

باطن ظاہر کے بغیر کوئی حقیقت نہیں رکھتا

پس اپنے اندر عزم پیدا کرو اور ظواہر کو بھی قائم کرو۔ میں نے دیکھا ہے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باطن پر زیادہ زور دیا ہے۔ اس لیے ہماری جماعت میں ظاہر پر عمل کرنے کی عادت کم ہوتی جا رہی ہے۔ میں دیکھتا ہوں صحابہ جتنے روزے رکھتے تھے اتنے ہماری جماعت نہیں رکھتی۔صحابہ جتنی نمازیں پڑھتے تھے وہ ہماری جماعت میں نہیں پائی جاتیں۔ ہمارے نوجوانوں میں تہجد اور نوافل پڑھنے کی عادت بہت ہی کم پائی جاتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایسے نوجوان عام پائے جاتے تھے جو تہجد اور نوافل باقاعدہ پڑھتے تھے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آجکل لوگ عموماً یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اصل چیز تو دل کی محبت ہے۔ باقی سب چیزیں ظاہری ہیں جن کی خاص ضرورت نہیں۔ روحانیت کی مثال دودھ کی سی ہے۔ کیا دودھ بغیر پیالے کے رہ سکتا ہے؟ پیالہ ہوگا تو دودھ باقی رہے گا۔ اسیطرح بے شک باطن ہی اصل چیز ہے لیکن وہ ظاہر کے بغیر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

ہمیں سوچنا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا باطن خدا تعالیٰ کی محبت سے معمور تھا کیا انہوں نے نمازوں میں کمی کر دی تھی؟ آپ کی نمازوں کے متعلق تو آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ نماز پڑھتے پڑھتے اُن کے پاؤں سوج جاتے ہیں تو آپ نے عرض کی یَا رَسُولَ اللہ! آپ اتنی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدہ نہیں کیا کہ اس نے آپ کے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا افلا اَکُونَ عَبۡدًا شَکُورًا۔عائشہ! اگر خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان کیا ہے تو کیا میرا فرض نہیں کہ میں اس کا اور زیادہ شکریہ ادا کروں؟ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اپنے عظیم الشان مرتبہ کے پھر بھی نماز پڑھتے ہیں، فرض پڑھتے ہیں، سنتیں پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی نوافل اور ذکر الٰہی سب جاری رکھتے ہیں تو ہمارا یہ خیال کر لینا کہ ہم ان کے بغیر خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیں گے کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔ جو چیزیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے لیے ضروری ہیں وہ چیزیں اُن سے کہیں زیادہ ہمارے لیے ضروری ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا دل روحانیت سے معمور تھا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بلند مرتبہ حاصل تھا۔ اگر آپ کو باوجود ان باتوں کے ظاہری عبادتوں کی ضرورت تھی تو ہمارے لیے تو ان کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہم صرف چھلکے کو ہی کافی نہ سمجھ لیں کیونکہ کسی کام کو صرف ظاہری طور پر کر لینا اور باطن کا خیال نہ رکھنا بے فائدہ ہوتا ہے۔مثلاً نماز ہے۔ نماز صرف ظاہری طور پر پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ دل بھی اس میں شامل ہو۔صرف سر اٹھانا اور گرا لینا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

(الفضل 20 جولائی 1949ء جلد 3 نمبر 166 صفحہ 4)

سورۃ فاتحہ بہترین دعاؤں میں سے ہے

سورۃ فاتحہ اسلام کی بہترین دعاؤں میں سے ایک دعا ہے جس کی قرآن کریم میں خاص طور پر تعریف آئی ہے۔ چنانچہ اس کا ایک نام سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ (الحجر:88) بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس کی سات آیتیں ہیں۔ جو بار بار دوہرائی جاتی ہیں۔مثانی کے معنی اعلیٰ کے بھی ہوتے ہیں اور مثانی کے معنی وادی کے موڑ کے بھی ہوتے ہیں۔ گویا یہ سورۃ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف موڑ کر لے جانے والی ہے اور پھر بار بار دوہرائی بھی جاتی ہے۔ چنانچہ تہجد کو ملا کر روزانہ چھ نمازوں میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اگر نوافل کو شامل نہ کیا جائے تو صرف ظہر کی نماز میں 8 بار سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے کیونکہ دو سنتیں پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ پھر چار فرض پڑھے جاتے ہیں اور پھر دو سنتیں پڑھی جاتی ہیں۔ گو فرض نماز سے پہلے چار سنتیں بھی پڑھ لی جاتی ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ دو سنتیں ہی پڑھا کرتے تھے۔ پس آٹھ رکعتیں ظہر کی ہوئیں۔ اس کے بعد عصر کی چار رکعتیں ہیں۔مغرب کی پانچ رکعتیں ہیں۔عشاء کی چھ رکعتیں اور تین وتر ہیں اور آٹھ رکعتیں نماز تہجد کی ہیں۔ یہ کل 34 رکعات بنتی ہیں جن میں سورۃ فاتحہ روزانہ پڑھی جاتی ہیں۔ گویا اس سورۃ کی عظمت اس بات سے ظاہر ہے کہ مسلمان اسے روزانہ 34 بار پڑھتا ہے۔

(الفضل 11 جنوری 1959ء جلد 13/48 نمبر 10 صفحہ 2)

(تذکار مہدی صفحہ 192 تا196، ایڈیشن 2020 یوکے)

اعلان نکاح

از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 27/ جون 2026ء بعد نماز عصر بمقام مسجد مبارک اسلام آباد درج ذیل 05 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

1. عزیزہ انوشہ بیگ بنت مکرم محمد اکبر بیگ صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم جری اللہ خالد (واقفِ نو۔لکسمبرگ) ابن مکرم فضل اللہ طارق صاحب (مربی سلسلہ ربوہ)

2. عزیزہ ایمن علیم بنت مکرم عمیر علیم صاحب (انچارج مخزن تصاویر۔یوکے)
ہمراہ عزیزم سمیر احمد ابن مکرم منیر احمد صاحب (یوکے)

3. عزیزہ ڈاکٹر جاذبہ احمد (واقفہ نو) بنت مکرم اعجاز احمد صاحب (یوکے)
ہمراہ عزیزم عمر احمد ابن مکرم ڈاکٹر کرنل (ر) مبارک احمد صاحب (یوکے)

4. عزیزہ جاذبہ نوید واہلہ بنت مکرم نوید اللہ واہلہ صاحب (امریکہ)
ہمراہ عزیزم فرحان اللہ واہلہ ابن مکرم سیف اللہ واہلہ صاحب (جرمنی)

5. عزیزہ کونین بنت مکرم مبارک احمد صاحب (یوکے)
ہمراہ عزیزم محبوب۔بنیشی ابن مکرم محسن۔بنیشی صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کے لیے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین

مجلس عرفان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے احمدی ڈاکٹرز کے ایک وفد کی ملاقات

اگر strong nerves (مضبوط اعصاب) ہوں تو ذرا ذرا سی بات پر آدمی stress تو نہیں لیتا، اور جب stress ہوتا ہے تو اس کا پھر آگے دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان depression میں چلا جاتا ہے۔ تو یہ vicious circle ایک (شیطانی چکر) ہے، جو چلتا ہے اور یہ دنیا داروں میں بہت زیادہ چلتا ہے۔ اس لیے تو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو سٹریس کم کرنے اور دل کے اطمینان کے لیے کہتا ہے کہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ یعنی دل کے اطمینان کے لیے اللہ کا ذکر کرو، اللہ کو یاد رکھو، ان چیزوں سے بچنے کی کوشش کرو تو ٹھیک ہے۔

مورخہ یکم رفروری ۲۰۲۵ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مختلف ممالک بشمول برطانیہ، امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا اَور جرمنی سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹرز اور طبّی ماہرین کے تیئس (۲۳) رکنی وفد کو شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں ہوئی۔

جب حضور انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

ملاقات کے آغاز میں شاملینِ مجلس کو حضور انور کی خدمتِ اقدس میں اپنا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس علمی اور روحانی نشست میں طبّی ماہرین کو جدید میڈیکل سائنس اور تحقیق کے مختلف پہلوؤں پر اظہارِ خیال کا موقع ملا، جبکہ حضور انور نے خدمتِ انسانیت کے اسلامی تصور اور طبّی میدان میں دیانت و خدمت کے اعلیٰ اصولوں پر روشنی ڈالی، جس سے شرکائے مجلس نے نہ صرف اپنے پیشے کی بابت بصیرت افروز راہنمائی حاصل کی بلکہ دین اور دنیا کو متوازن رکھنے کا عملی درس بھی پایا۔

بعد ازاں شاملین کو اپنے طبّی شعبہ کے حوالے سے متفرق سوالات پوچھنے کا موقع بھی میسر آیا، حضور انور نے انتہائی شفقت اور حکمت کے ساتھ ان سوالات کے جواب عطا فرمائے جو کہ صحت و طبّ کے میدان میں کام کرنے والے افراد کے لیے جہاں نہ صرف بیش قیمت راہنمائی اور مشعلِ راہ ہیں بلکہ ان شاء اللہ وہیں ان کے لیے اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی میں برکت اور سمت متعین کرنے کا مؤثر ذریعہ بھی ثابت ہوں گے۔

ایک شریکِ مجلس نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ آئی سی یو (انتہائی نگہداشت کے یونٹ) کے حوالے سے ایک سوال ہے کہ ہمیں اکثر ایسے حالات کا سامنا ہوتا ہے، جہاں مریض زندگی کے آخری مراحل میں ہوتا ہے، آج کل میڈیکل ٹیکنالوجی بہت ترقی کر چکی ہے اور جدید مشینوں کی مدد سے مریض کو طویل عرصے تک زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ ایسے مواقع پر ہمیں مریض کے اہلِ خانہ سے حساس نوعیت کی گفتگو کرنی پڑتی ہے تاکہ زندگی کے اختتامی مراحل سے متعلق اہم فیصلے کیے جا سکیں۔ اس حوالے سے راہنمائی درکار ہے کہ ان نازک معاملات پر اہلِ خانہ سے بات چیت کو کس طرح مؤثر اور ہمدردانہ انداز میں نمٹایا جائے؟

سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں طبّی طور پر جب مریض زندگی کے آخری مراحل میں پہنچ جائے تو ایسی صورتحال کے تناظر میں حضور انور نے فرمایا کہ بس آپ ڈاکٹروں کی نصیحت ہوتی ہے کہ mercy killing میں چلے جاؤ یعنی بندے کو مار دو۔ فیملی اور زیادہ خیال رکھنے والے کہتے ہیں کہ نہیں، جب تک سانس آ رہا ہے تو زندہ رہنے دو۔

حضور انور نے اس امر پر توجہ مبذول کروائی کہ مَیں تو عام طور پر یہی لوگوں کو لکھتا ہوں کہ اگر بندے کا برین کام کر رہا ہے اور وہ کوئی پچاس سے ساٹھ فیصد تک سانس لے رہا ہے، تو آپ نے اس کو جو بھی مشینیں لگائی ہیں، وینٹی لیٹر لگایا ہے یا کوئی اَور چیزیں لگا رہے ہیں تو پھر اس کو چلنے دیں۔ تاہم پھر بھی کچھ دو سے چھ دن تک دیکھیں اور جب دیکھ لیں کہ سانس بالکل ہی چلا جائے اور برین بالکل ہی ڈیڈ اور ختم ہو گیا ہے، تو پھر اُتار دیں۔

حضور انور نے اس بات پر زور دیا کہ صرف prolong life (طولِ زندگی) مقصد نہیں ہے بلکہ کوالٹی آف لائف (معیارِ زندگی) بھی تو ہونی چاہیے۔ تو پھر رشتہ داروں سے پوچھ کے معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ اَور کیا ہو سکتا ہے؟

آخر میں حضور انور نے اس بات کا اعادہ فرمایا کہ مَیں تو عموماً یہی کہا کرتا ہوں۔ باقی جس کا مریض ہے، اس کے اپنے جذبات ہیں، وہی صحیح بتا سکتا ہے۔ آپ جو بھی پروفیشنل (پیشہ ورانہ) مشورہ دے سکتے ہیں، یا جو بھی آپ کی expertise ہیں، اس کے مطابق اپنا مشورہ دے دیا کریں۔

[قارئین کی معلومات کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ مرسی کلنگ (mercy killing) کا مطلب ہے کسی شدید بیمار یا ناقابلِ علاج مریض کی غیر فطری موت واقع کرنے میں مدد فراہم کرنا تاکہ وہ مزید تکلیف سے بچ سکے۔ اسے یوتھنیزیا (Euthanasia) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر تب کیا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص شدید جسمانی یا ذہنی تکلیف میں ہو اور اس کے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان باقی نہ ہو۔ بعض ممالک میں یہ قانونی ہے، جبکہ کئی جگہوں پر اسے غیر اخلاقی اور غیر قانونی سمجھا جاتا ہے۔

یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جس میں کسی مریض کی زندگی جان بوجھ کر ختم کر دی جاتی ہے اور جو اس کی وکالت کرتے ہیں، ان کا ماننا ہے کہ لاعلاج مریضوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ زندگی کے آخری مراحل میں اپنی موت و حیات کی بابت فیصلے خود کر سکیں۔ تاہم اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق زندگی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت اور امانت ہے اور اس کی حرمت قائم کی گئی ہے۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرسی کلنگ کے برخلاف صرف اللہ تعالیٰ ہی اسے واپس لینے کا مجاز ہے اور وہی بہتر جانتا ہے کہ کب اور کیسے کسی زندگی کا اختتام ہونا مقدر ہے۔ بہر کیف یہ ایک حساس موضوع ہے، جس پر مختلف اخلاقی، مذہبی اور قانونی آرا پائی جاتی ہیں۔]

ایک خادم نے عرض کیا کہ میری تحقیق کلینیکل نتائج (clinical outcomes) اور عملی تحقیق (translational research) سے متعلق ہے، جس میں ہم تجربات کے لیے سؤر کا استعمال کرتے ہیں۔ میری خاص دلچسپی Heart-Brain Axis (دل اور دماغ کے باہمی تعلق) میں ہے، جو انسانی خیالات اور جذبات میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قرآنِ مجید میں بار بار یہ ذکر ملتا ہے کہ بعض خیالات اور احساسات دل سے آتے ہیں، اس حوالے سے حضور انور کی کیا راہنمائی ہے؟

اس پر حضور انور نے راہنمائی فرمائی کہ جو روحانیت کا تجربہ رکھنے والے ہیں، وہ تو یہی کہتے ہیں کہ دل پر پہلے بات اُترتی ہے اور اس سے پھر دماغ میں چلی جاتی ہے یا پھر دماغ سے سارے جسم میں احکامات منتقل ہوتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ پہلے چیز دماغ میں جاتی ہے، پھر دل میں آتی ہے اور دل کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک دلیل یہ بھی دی ہوئی ہے کہ دل خون سپلائی کر رہا ہوتا ہے اور بلڈ سرکولیٹ (گردش) کر کے برین کو بھی جاتا ہے اور باقی جسم میں بھی جاتا ہے اور بلڈ کا بھی میسج پہنچانے میں ایک رول (کردار) ہے۔ تو اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ بات پہلے دل سے دماغ میں جاتی ہے اور پھر آگے جسم میں ٹرانسفر (منتقل) ہوتی ہے۔

حضورِ انور نے سائل کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی کہ آپ اس نہج سے بھی ریسرچ کر سکتے ہیں کہ بلڈ سرکولیشن کا کیا رول ہے، بلڈ دل میں سے دماغ اور باڈی (جسم) میں جا رہا ہے تو کس حدّ تک وہ کام کر سکتا ہے؟ اس میں آپ یہ ریسرچ کریں اور پھر بتائیں۔

حضور انور نے آخر میں اپنی اوّل الذکر فرمودہ وضاحت کا اعادہ فرمایا کہ باقی! کہتے ہیں کہ روحانیت کا تجربہ ایسا ہے کہ اس کو کوئی explain (واضح) نہیں کر سکتا، لیکن ہوتا یہی ہے کہ لگتا ہے کہ دل میں بات اُتری، پھر دماغ اور جسم میں ٹرانسفر ہوئی اور پھر انسان آگے اسے بیان کرتا ہے۔ اور روحانیت میں ڈوبے ہوؤں کو پتا لگ سکتا ہے کہ یہ دو ہی چیزیں ہیں کہ ایک ریسرچ کریں اور دوسرا روحانیت میں بڑھیں۔

ایک سائل نے عرض کیا کہ گذشتہ روز کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزے کا ذکر کیا، جس میں آپؐ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے زخم سے تیر نکالا، اس پر اپنا لُعابِ دہن لگایا اور وہ معجزانہ طور پر شفایاب ہو گئے۔ اس حوالے سے استفسار کیا گیا کہ ایسے واقعات کو غیر مذہب والوں اور دہریوں کے سامنے کس طرح بیان کیا جائے؟

حضور انور نے اس کا جواب دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ یہ تو صرف ایک واقعہ نہیں ہے، ایسے کئی واقعات پہلے بھی بیان کیے جا چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی انگلی جوڑی اور وہ جُڑ گئی، زخموں پر ہاتھ رکھا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے saliva (لُعابِ دہن) میں برکت رکھ دی تھی، جس نے ointment (مرہم) کا کام کر دیا۔

حضورِ انور نے اس حوالے سے پائے جانے والے عمومی تاثر کے بارے میں تصریح فرمائی کہ آپ کہیں گے کہ لُعابِ دہن میں تو بیکٹیریا ہوتے ہیں، اس سے تو انفیکشن ہو جانی چاہیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس طاقت ہے، لہٰذا اس سے انفیکشن کے بجائے ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسی چیزیں نکل گئی ہوں، جس نے انفیکشن کو ختم کرنے کا کام کیا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اور دعا بہت بڑا کام کرتی ہے، یہ تو mira-cles (معجزات) ہیں، یہ ہوتے ہیں۔ اس کو جو ایمان نہیں لاتے ان کو کس طرح ہم بتا سکتے ہیں؟ یہ تو مَیں نے ابھی بتایا کہ دل اور دماغ کا جو میسیج ہے اس کا نہیں پتا لگ سکتا، تو اسی طرح یہ بھی لوگوں کو پتا نہیں لگ سکتا۔ لیکن بہر حال واقعہ ہوا اور لوگوں نے بیان کیا کہ ہوا۔ اس سے پہلے بھی کئی لوگوں نے کہا کہ میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میری ہڈی ٹوٹ گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جوڑا اور saliva (لُعابِ دہن) لگایا اور وہ وہاں سے ٹھیک ہو گیا یا پھونک ماری یا دعا کی یا پکڑ کے رکھا تو ہڈی جُڑ گئی۔

حضور انور نے اس بات پر زور دیا کہ یہ miracles (معجزات) دنیا میں ہوتے ہیں، آج بھی ہوتے ہیں۔ لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ یہ ہو گیا، لیکن پتا نہیں کہ کس طرح ہو گیا؟ لیکن وہ دعا سے ہوا، اَور ہمیں دعاؤں کا ہی یقین ہے۔ بعض دفعہ دعاؤں کے بغیر بھی ایسا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ویسے ہی کسی کو شفا دے دیتا ہے، تو یہ تو ہوتے ہیں۔ یہ تو گواہ ہی بتا سکتے ہیں، جو انہوں نے کہہ دیا کہ مجھے ایسا ہوا تو ہوا۔

حضور انور نے مزید اضافہ فرمایا کہ اب بھی ایسے معجزات ہو جاتے ہیں کہ بعض دفعہ کوئی چیزیں ٹھیک ہونے والی نہیں بھی ہوتیں تو وہ ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو پھر بڑا مقام ہے، یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی آپؑ دعا کرتے تھے یا ہاتھ رکھتے تھے تو لوگوں کو شفا ہو جاتی تھی اور بعض اور بزرگوں کے بھی اس طرح کے واقعات ملتے ہیں کہ ہاتھ رکھا، دعا کی اور صحت مل گئی۔ دوائی کے بغیر ہی شفا مل گئی۔

حضور انور نے آخر پر اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی کہ بعض دفعہ کسی بات پر کوئی یقین بھی ہوتا ہے تو وہ سائیکولوجیکلی (نفسیاتی طور پر) پھر اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے، تو مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

[سائل نے سوال کے آغاز میں جس خطبہ جمعہ کے حوالہ سے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو تیر لگنے، آنحضرتؐ کے زخم پر لُعابِ دہن لگائے جانے اور اس کے نتیجہ میں شفایابی کا ذکر کیا ہے، اس واقعہ کا تذکرہ حضور انور نے خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمودہ مورخہ ۳۱؍ جنوری ۲۰۲۵ء بمقام مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں یوں فرمایا تھا کہ گذشتہ جمعہ غزوۂ ذی قَرَد کا ذکر ہو رہا تھا۔ جیسا کہ بتایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس غزوہ میں جانے سے پہلے چند صحابہؓ کو دشمن کی طرف روانہ فرمایا تھا اور آپؐ پھر اِن کے پیچھے اپنا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

اِس ضمن میں مزید لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ اور صحابہؓ آئے تو دشمن کے لشکر نے اِنہیں دیکھا اور وہ بھاگ گئے۔ جب مسلمان دشمن کے پڑاؤ کی جگہ پر پہنچے تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا وہاں موجود تھا، جس کی کُونچیں کٹی ہوئی تھیں۔ ایک صحابیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! ابو قتادہؓ کے گھوڑے کی کُونچیں تو کٹی ہوئی ہیں۔ آنحضورؐ اُس کے پاس کھڑے ہوئے اور دو مرتبہ فرمایا کہ تیرا بھلا ہو! جنگ میں تیرے کتنے دشمن ہیں۔ پھر رسول اللہؐ اور صحابہ آگے چل دیے اور یہاں تک کے اُس جگہ پہنچے جہاں ابو قتادہؓ اور مَسْعَدہ نے کشتی کی تھی (گذشتہ خطبہ میں اس کے بارہ میں بیان ہوا تھا) تو اُنہوں نے سمجھا کہ ابو قتادہؓ چادر میں لپٹے پڑے ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! لگتا ہے کہ ابو قتادہؓ شہید ہو گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ ابو قتادہ پر رحم کرے! اُس ذات کی قسم! جس نے مجھے عزت بخشی ہے، ابو قتادہ تو دشمن کے پیچھے ہے اور رِجز پڑھ رہا ہے۔

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے لشکر نے جب میرے گھوڑے کو دیکھا کہ اِس کی کُونچیں کٹی ہوئی ہیں اور مقتول کو میری چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا تو اُنہوں نے سمجھا کہ شاید مَیں شہید ہو گیا ہوں۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جلدی سے آگے بڑھے اور چادر ہٹائی تو مَسْعَدہ کا چہرہ دیکھا۔ اِن دونوں نے کہا کہ اللہ اکبر! اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ یا رسول اللہؐ! یہ مَسْعَدہ ہے، اِس پر صحابہؓ نے بھی تکبیر کہی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی حضرت ابو قتادہؓ اُونٹنیاں ہانکتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔

آپؐ نے فرمایا کہ اَے ابو قتادہ! تمہارا چہرا کامیاب ہو گیا۔ ابو قتادہ گھڑ سواروں کے سردار ہیں۔ اَے ابو قتادہ! اللہ تم میں برکت رکھ دے۔ دوسری روایت میں ہے کہ تمہاری اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھ دے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ اَے ابو قتادہ! یہ تمہارے چہرہ پر کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں! مجھے ایک تیر لگا تھا، اُس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو عزت بخشی، میرا خیال تھا کہ مَیں نے تیر نکال دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابو قتادہ میرے قریب آؤ۔ مَیں قریب ہوا تو آپؐ نے نرمی سے تیر نکال دیا اور اپنا لُعابِ دہن لگایا اور اپنا ہاتھ اُس پر رکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اُس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو نبوت عطا کی، مجھے یوں لگتا تھا کہ جیسے مجھے کوئی چوٹ ہی نہ لگی ہو اور نہ زخم آیا ہو۔

یہاں پر معجزات کے حوالے سے قارئین کی خدمت میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش ہے جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنحضور ﷺ کے معجزات بیان کرتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍ ستمبر ۲۰۲۴ء میں بیان فرمایا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سالک کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے کہ جہاں وہ خدا کا اس قدر قرب حاصل کر لیتا ہے کہ جیسے آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے ایسے چھپا لیتی ہے کہ ظاہر نظر میں بجز آگ کے کچھ نظر نہیں آتا اور جس کو لقا کا مرتبہ کہا جاتا ہے، اس کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ سالک کی اور جن کو لقا ملتا ہے ان کی تعریف بیان کرتے ہیں پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا... اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب‘‘ یعنی کڑوا نمکین پانی کے ’’کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر‘‘ یعنی زخمیوں پر ’’اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کیے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔‘‘ (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۵-۶۶)‘‘]

(بقیہ آئندہ...)

(بشکریہ الفضل 13 فروری 2025)

***

ظہور خیر الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم

کلام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

اِک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نور کی ہر مشعل ظلمات پہ وار آئی

تاریکی پہ تاریکی ، گمراہی پہ گمراہی
ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی

طوفانِ مفاسد میں غرق ہو گئے بحر و بر
اِیرانی و فارانی ۔ رُومی و بُخارائی

تب عرشِ معلّیٰ سے اِک نور کا تخت اُترا
اِک فوج فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی

اک ساعتِ نورانی ، خورشید سے روشن تر
پہلو میں لئے جلوے بے حد و شمار آئی

کافور ہوا باطل ، سب ظلم ہوئے زائل
اُس شمس نے دِکھلائی جب شانِ خودآرائی

ابلیس ہوا غارت ، چوپٹ ہوا کام اُس کا
توحید کی یورش نے دَر چھوڑا نہ بام اُس کا

وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا
اَنوار رِسالت ہیں جس کی چمن آرائی

محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا
قدموں پہ نثار اُس کے جمشیدی و دارائی

دن رات دُرُود اُس پر ہر اَدنیٰ غلام اُس کا
پڑھتا ہے بصد منت جپتے ہوئے نام اُس کا

آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دُعا پہنچی
ہم در کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی

ظاہر ہوا وہ جلوہ جب اُس سے نگہ پلٹی
خود حسن نظر اپنا سو چند نکھار آئی

اے چشمِ خزاں دیدہ کھل کھل کہ سماں بدلا
اے فطرتِ خوابیدہ ! اُٹھ اُٹھ کہ بہار آئی

نبیوں کا اِمام آیا ، اللہ اِمام اُس کا
سب تختوں سے اُونچا ہے تخت عالی مقام اُس کا

(کلام طاہر ایڈیشن 2004 صفحہ 1-3)

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۷/جنوری ۲۰۲۶ء بروز بدھ بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرمہ ریاض بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری بشیر احمد صاحب مرحوم (کرائیڈن۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور چھ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

1. مکرمہ ریاض بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری بشیر احمد صاحب مرحوم (کرائیڈن۔یوکے)

4/جنوری 2026ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم حافظ نور الٰہی صاحب درویش قادیان کی بیٹی تھیں۔ آپ 1963ء میں یوکے آئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند ایک مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ قرآن کریم کے ساتھ خاص شغف تھا اور آپ نے درجنوں احمدی اور غیر احمدی بچوں بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ کرائیڈن میں 20 سال تک اپنے گھر میں ہفتہ وار تعلیم القرآن کلاسز کا اہتمام بھی کیا جس میں ناظرہ کے علاوہ ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھاتی تھیں۔ مرحومہ کو 1981ء سے 1991ء تک بطور صدر لجنہ اماء اللہ کرائیڈن خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور 3 پوتے شامل ہیں۔ مرحومہ کی ایک بہو اس وقت ریجنل صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

۱۔ مکرم انس احمد صاحب ابن ماسٹر منصور احمد صاحب مرحوم (میلبرن آسٹریلیا)

30/نومبر 2025ء کو 45 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری سردار خان صاحب رضی اللہ عنہ آف چک چھور کے پڑپوتے تھے۔ آپ کو جماعت حیدر آباد میں سیکرٹری مال اور قائد مجلس لطیف آباد کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 2014ء میں آسٹریلیا آ گئے اور اپنی لوکل جماعت میں سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو ایک لمبا عرصہ میلبرن کی ایک مارکیٹ میں جماعت کا تبلیغی بک سٹال لگانے کے علاوہ کئی شاپنگ سینٹرز اور لائبریریوں میں Exhibition اور بک سٹال لگانے میں معاونت کی بھی توفیق ملی۔ کام کے دوران اور راہ Walk کرتے ہوئے جماعت کے leaflets بھی تقسیم کرتے رہتے تھے۔ جمعہ کا خاص اہتمام کرتے اور اس کے لیے بڑی باقاعدگی سے سب سے پہلے مسجد پہنچا کرتے تھے۔ کافی عرصہ مسجد بیت السلام میلبرن سے احباب جماعت کے دعائیہ خطوط کو ڈاک میں بھجوانے کا انتظام بھی بلاناغہ کرتے رہے۔ آپ بڑے عاجز، ہمدرد اور جماعت کے خدمت گزار وجود تھے۔ خلافت سے بے انتہا عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ چار بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔ آپ مکرم مبشر احمد گوندل صاحب (کارکن امیر صاحب آفس لندن) کے قریبی عزیز تھے۔

۲۔ مکرم چودھری بشیر احمد سرویا صاحب ابن مکرم چودھری اللہ رکھا صاحب (کیلگری۔کینیڈا)

8/دسمبر 2025ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ معیاری مالی قربانی کرنے والوں میں شامل تھے۔ کینیڈا ہجرت سے قبل پاکستان میں اپنے گاؤں کے قائد خدام الاحمدیہ اور بعد میں صدر جماعت بھی رہے۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد اور اشراق کی نماز بھی باقاعدگی سے ادا کرتے اور بڑے پرہیزگار، نیک اور بزرگ انسان تھے۔ خلافت اور نظام جماعت سے گہرا اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ 17 سال مڈل ایسٹ میں گزارے۔ اس دوران آپ کو تین دفعہ حج اور گیارہ دفعہ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم نعیم بشیر سرویا صاحب اس وقت کیلگری امارت میں سیکرٹری امور خارجیہ ہیں۔ جبکہ چھوٹے بیٹے مکرم اظہر حلیم سرویا صاحب زعیم انصار اللہ مجلس بیت النور کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ایک داماد مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب بطور مشنری انچارج ہالینڈ اور ایک بھانجے مکرم وسیم احمد سروعہ صاحب بطور مربی سلسلہ بوسنیا خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۳۔ مکرمہ امۃ المجید ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد پرویز پروازی صاحب مرحوم (کینیڈا)

12/دسمبر 2025ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم مولوی محمد احمد جلیل صاحب (مفتی سلسلہ احمدیہ) کی بڑی بیٹی، مکرم مولوی احمد خان نسیم صاحب کی بہو اور مکرم مولوی محمد اسماعیل حلالپوری صاحب کی پوتی تھیں۔ آپ بڑی مخلص، متقی اور باعمل احمدی خاتون تھیں۔ پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرنے والی، تہجد گزار اور خلافت کی شیدائی خاتون تھیں۔ پاکستان میں مرحومہ نے جامعہ نصرت میں طویل عرصہ بطور پرنسپل خدمت کی اور مختلف جماعتی ذمہ داریاں بھی نہایت اخلاص سے ادا کیں اور مرحومہ کو حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کے قریب رہ کر بھی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ بعد ازاں کینیڈا میں بھی مرحومہ نے قرآن کریم، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدریس اور علمی مجالس کے انعقاد کے ذریعہ جماعتی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مرحومہ ہمیشہ ضرورت مند خاندانوں، بچوں اور طلبہ کی مدد کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔ مکرم شیخ حبیب الرحمن صاحب ابن مکرم شیخ فضل الرحمٰن صاحب (مسی ساگا۔کینیڈا)

13/نومبر 2025ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت شیخ فضل کریم صاحب رضی اللہ عنہ (آف حیدر آباد دکن) کے پوتے اور مکرم خواجہ محمد امین بٹ صاحب (سابق امیر ضلع سیالکوٹ) کے داماد تھے۔ مرحوم صوم وصلوۃ کے پابند، ایک باعمل شخصیت کے مالک، بڑے نیک، متقی اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے زندگی میں کافی مشکلات دیکھیں اور بڑے صبر وہمت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرتے رہے آپ نے مغلپورہ لاہور میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

۵۔ مکرمہ منیرہ اقبال صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب (بریڈفورڈ۔یوکے)

16/دسمبر 2025ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق گوئی کشمیر سے تھا۔ شادی ہو کر اپنے میاں کے ساتھ 1977ء میں یوکے آئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہترین اخلاق کی مالک، بڑی ہردلعزیز، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بچوں کی بہت اچھی تربیت اور پرورش کی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے میاں سیکرٹری رشتہ ناطہ یوکے کے علاوہ مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔

۶۔ مکرمہ رشیدہ چودھری صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حنیف صاحب مرحوم (ہمبرگ جرمنی)

7/جون 2025ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ اچھے اخلاق کی مالک ایک نیک، مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

ارشاد باری تعالیٰ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادۡعُوۡنِيۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِيۡ سَيَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيۡنَ ﴿۶۱﴾

(المومن: 61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اب ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اُس کے لئے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔

(خطبہ جمعہ 28/جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی(R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10/فروری 1901ء صفحہ 1)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

برکات رمضان

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/ ستمبر 2007ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اللہ تعالیٰ نے روزے کیوں فرض کیے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے روزے فرض قرار دیئے ہیں جو ایک مجاہدہ ہے اور مجاہدہ ہی ہے جس سے تقویٰ میں ترقی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

سوال: بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایّام میں پورے کرے۔

سوال: کیا بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہوئے روزے معاف ہوجاتے ہیں؟

جواب: اگر ایمان میں ترقی چاہتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو رمضان کے بعد روزے پورا کرنا ضروری ہے اور یہی ایک متقی کی نشانی ہے۔

سوال: روزہ چھوڑنے کے لیے بیماری کیسی ہونی چاہیے؟

جواب: جن کو کبھی امید نہیں کہ روزہ رکھنے کا موقع مل سکے، مثلاً ایک نہایت بوڑھا، ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہوجائے گی اور سال بھر اسی طرح گزر جائے گا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں باقی اَور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزہ کے رکھنے سے معذور سمجھا جاسکے"

سوال: اہر شخص صرف فدیہ دے کر روزے چھوڑ سکتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ " فدیہ تو... اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھول دینا ہے"

سوال: روزہ نہ رکھنے کی صورت میں اسلام کس بات کی تلقین کرتا ہے؟

جواب: فطری مجبوریوں سے فائدہ تو اٹھاؤ لیکن تقویٰ بھی مدِ نظر ہو کہ ایسی حالت ہے جس میں روزہ ایک مشکل امر ہے، نہ کہ بہانے بنا کر۔

سوال: کیا روحانی فوائد کے علاوہ روزہ جسمانی لحاظ سے بھی کوئی اہمیت رکھتا ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علاوہ روحانی ترقی کے روزہ تمہاری جسمانی صحت کے لئے بھی ضروری ہے۔

سوال: رمضان میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز کس اہم پیغام کے ساتھ ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ یعنی اپنے ربّ کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا ہے۔ اس پہلی وحی سے اس طرف توجہ دلادی گئی کہ تمام کائنات اور ہر چیز کو پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ ہے۔ اس لئے وہی حقدار ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اس سورۃ کو یعنی سورۃ علق کو اس بات پر ختم کیا گیا ہے کہ اللہ کا قرب پانے کے لئے اس کے حضور سجدہ اور عبادت ہی ایک ذریعہ ہے۔

سوال: روزے کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بار بار کیوں توجہ دلائی ہے؟

جواب: روزوں کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کا بار بار ذکر فرمایا جارہا ہے۔ یہ عبادت ایسی ہے جو اصلاحِ عمل کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔

سوال: روزہ انسان کی عملی اصلاح میں کس طرح مدد دیتا ہے؟

جواب: اس سے اعمال کی اصلاح بھی ہوتی ہے، بہت سی بُرائیوں سے انسان خدا کی خاطر بچتا ہے، بہت سی جائز باتوں کو وقتی طور پر خدا کی خاطر ترک کرتا ہے۔

سوال: رمضان میں قرآن کریم کے نزول پر ایک مومن کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ہمیں حکم دیا کہ تم عبادتوں کی طرف توجہ دو اور عبادات میں نکھار پیدا کرنے کے لئے، تزکیۂ نفس کے لئے، ایک عبادت جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی وہ رمضان کے روزے ہیں۔

سوال: قرآن کریم کن لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے؟

جواب: یہ قرآن جو ہم نے رمضان میں اتارا ہے هُدًى لِّلنَّاسِ ہے، تمام انسانوں کے لئے ہدایت اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہر زمانے کے انسان کے لئے ہدایت ہے۔

سوال: قرآن کریم کی ہدایت کی ایک نمایاں خصوصیت کیا ہے؟

جواب: یہ ایسی ہدایت ہے کہ جس میں حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے دلائل بھی ہیں اور کھلے نشانات بھی ہیں۔

سوال: رمضان میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کس طرح بجالانی چاہیے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، اس نے ہم پر جو احسان کیا ہے کہ ہمیں اس گروہ میں شامل کیا جو اس کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے والے ہیں۔

سوال: رمضان میں کن امور کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے؟

جواب: جہاں شکر گزاری کے طور پر اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار اس مہینے میں قائم کرو، روزے رکھو جو ایک مجاہدہ بھی ہے، وہاں اخلاقی قدروں کو بھی بلند کرنے والے بنو۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے رمضان کی عظمت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے، کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔

سوال: رمضان میں نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: اس مہینے میں ایسی نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس سے حقیقت میں تزکیۂ نفس ہو۔

سوال: رمضان میں نمازوں کی صحیح روح کیا ہونی چاہیے؟

جواب: ہر نماز خالصۃً اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہو کر غیر اللہ سے آزاد ہو کر ادا کرنے کی کوشش ہو گی تو تبھی تزکیۂ نفس میں مدد ہو گی۔

سوال: رمضان میں نماز اور روزہ انسان کو کس مقام تک پہنچاتے ہیں؟

جواب: نمازیں جو خالصتاً شیطان سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ادا کی جاتی ہیں، یہ جلد انسان کو نفسِ لوّامہ کی منزلوں سے گزارتی ہوئی نفسِ مطمئنہ کی منزلوں تک پہنچانے کا ذریعہ بنتی جائیں گی۔

سوال: رمضان میں قرآن کریم سے تعلق بڑھانے کے لیے کیا نصیحت فرمائی گئی؟

جواب: قرآن کریم کی تلاوت، ترجمہ اور اس کے مطالب پر غور کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کے احکام کو پڑھ کر اپنے اوپر لاگو کرنے کی بھی ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

سوال: رمضان کے روزوں کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب: رمضان کے روزے رکھو تا کہ اپنے روحانی معیار کو بڑھا سکو۔

***

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جب بچے بگڑ گئے تو پھر خیال ہوتا ہے کہ ہماری گھریلو ناچاقیاں ہیں لیکن جب یہ خیال آیا اس وقت بہت دیر ہوچکی ہوتی ہے۔ پس دونوں کو اپنے مستقبل کے بارہ میں سوچنا چاہیے، بچوں کے مستقبل کے بارہ میں سوچنا چاہیے۔ (جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ مورخہ 27/ جولائی 2024ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

حضرت محمد ﷺ کی عشق و محبت الٰہی سے مخمور عبادات

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23/ جنوری 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ایک نمایاں وصف کیا تھا؟

جواب: آپؐ بڑے دھیمے انداز میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔ جب آپؐ ایسی آیت سے گزرتے جس میں تسبیح ہوتی تو تسبیح کرتے، جب سوال کی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب پناہ مانگنے کی آیت سے گزرتے تو پناہ طلب کرتے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع اور سجدہ کی کیفیت کیسی تھی؟

جواب: آپؐ کا رکوع آپؐ کے قیام جتنا ہی تھا۔ پھر آپؐ نے سجدہ کیا اور آپؐ کا سجدہ بھی آپؐ کے قیام کے قریب قریب تھا۔

سوال: حضرت عائشہؓ نے ایک رات کی نماز کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے قیام فرمایا۔

سوال: حضرت ابو ذرؓ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون سی آیت صبح تک دہراتے رہے؟

جواب: اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ۔

سوال: اس آیت کی تکرار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کس جذبہ کا اظہار ہوتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ کی مخلوق سے اور بندوں سے ہمدردی کے جذبات آپؐ کے دل میں تھے اس کی وجہ سے ان کی مغفرت کی دعا کرتے رہے۔

سوال: سورج چاند گرہن کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بات کی تلقین فرمائی؟

جواب: جب تم ان دونوں کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، نماز پڑھو اور صدقہ دو۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو کیا کرتے؟

جواب: تم بہت زیادہ روتے اور بہت کم ہنستے۔

سوال: بدر کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے فریاد کی؟

جواب: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنۡ تَهۡلِكۡ هٰذِهِ الۡعِصَابَةَ مِنۡ اَهۡلِ الۡاِسۡلَامِ لَا تُعۡبَدۡ فِی الۡاَرۡضِ۔

سوال: حضرت ابو بکرؓ نے بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کیا؟

جواب: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کی اپنے رب کے حضور الحاح یعنی گریہ وزاری سے بھری ہوئی دعا آپؐ کے لیے کافی ہے۔ وہ آپؐ سے کیے گئے وعدے ضرور پورے فرمائے گا۔

سوال: بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کی کون سی بشارت عطا فرمائی؟

جواب: اَنِّیۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُرۡدِفِیۡنَ۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے بدر کے واقعہ سے کیا سبق بیان فرمایا؟

جواب: ہمیں بہرحال اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر وقت جھکے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کی وجہ سے کہیں اس میں کوئی تعطل پیدا نہ ہو جائے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی ایک خصوصیت کیا تھی؟

جواب: کسی کو کیا معلوم ہے کہ آپؐ پوشیدہ طور پر کس قدر مجاہدات اور عبادات میں مصروف رہتے تھے۔

سوال: حضرت عمرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کیا منظر دیکھ کر رونا آیا؟

جواب: مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے... چٹائی کے نشان آپؐ کی پشت مبارک پر بنے ہوئے تھے۔

سوال: دنیا کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مثال بیان فرمائی؟

جواب: مجھے دنیا سے کیا غرض؟ میں تو اس مسافر کی طرح گذارہ کرتا ہوں جو اونٹ پر سوار منزلِ مقصود کو جاتا ہو۔

سوال: اپنے قریبی رشتہ داروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تنبیہ فرمائی؟

جواب: مَیں اللہ کے حضور تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔

سوال: ابو طالب کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عزم کا اظہار کس طرح فرمایا؟

جواب: خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میری دائیں جانب سورج اور بائیں جانب چاند رکھ دیں تب بھی مَیں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: باوجود بہت بڑی جماعتی ذمہ داری کے، دن اور رات آپ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

سوال: قرآن سناتے وقت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حالت میں دیکھا؟

جواب: آپ کی دونوں آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔

سوال: طائف میں شدید تکلیف کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے لیے کیا فرمایا؟

جواب: میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی اولاد سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق انسانِ کامل کا اتم و اکمل فرد کون ہے؟

جواب: انسانِ کامل کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ، سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ سے محبت حاصل کرنے کا قرآنی طریق کیا ہے؟

جواب: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محرومِ ازلی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق حقیقی توحید کس ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے؟

جواب: یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔

***

اعلان برائے اسامی درجہ دوئم صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے زیادہ اور 25 سال سے کم ہو۔

(2) اُمیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 2+10 45٪ فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے۔

(3) اُمیدوار اردو/انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو۔

(4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔

(5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جزء میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

جزء اوّل	1. قرآن کریم: ناظرہ مکمل و پہلا پارہ باترجمہ 2. چالیس جواہر پارے مکمل 3. نماز مکمل باترجمہ	30 نمبرات
جزء دوم	1. کتاب کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات 2. نظم از درّثمین (شان اسلام) 3. مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ	20 نمبرات
جزء سوم	انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (2+10)	20 نمبرات
جزء چہارم	حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری ایمپرسٹ سے متعلق سوالات)	20 نمبرات
جزء پنجم	معلومات عامہ (G.K)	10 نمبرات

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے اُمیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا۔

(7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ و انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔

(8) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔

(9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ:- تحریری امتحان و انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان
موبائل: 09682627592، 09888232530۔ دفتر: 01872501130
E-mail:nazaratdiwanqdn@gmail.com

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12612: میں ذہان احمد ولد مکرم سراج الدین صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن: توفیق منزل اڈیناڈو ساؤتھ کٹلکاڈو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 دسمبر 2025 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 250 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایاز احمد العبد: ذہان احمد گواہ: منصور احمد

مسل نمبر 12626: میں سفینہ آر زوجہ مکرم بشیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن: Mullathuvalappu, Eravukaduward thiruvambady بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 2 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 5.3 سینٹ زمین بمعہ مکان جس کا سروے نمبر 28 ہے، 2.5 سینٹ زمین جس کا سروے نمبر 76 ہے جو کہ میرے اور میرے بیٹے کے نام ہے جس کی قیمت لگ بگ 30 لاکھ روپے ہے، 4 سینٹ زمین بمعہ مکان جو میرے اور میرے بیٹے کی مشترکہ ملکیت ہے۔ جس کا سروے نمبر 35/13 جس کی قیمت لگ بگ 33 لاکھ ہے، زیور طلائی: 40 گرام 22 کیریٹ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 85000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے آر ایم شرف الامۃ: سفینہ آر گواہ: آر محمد نیاز

مسل نمبر 12627: میں عظیم لطیف ولد مکرم عبد الطیف سی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ انجینئر تاریخ پیدائش: 9 ستمبر 2000 پیدائشی احمدی ساکن: ایس ٹی ونسنٹ کالونی روڈ اشوکاپورم کالیکٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 19 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 54000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اکھل اجمل العبد: عظیم لطیف گواہ: سی پی سلطان نصیر

مسل نمبر 12628: میں بیگم صالحہ ایم زوجہ مکرم محمد صالح پی ایم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی ساکن: احمدیہ جماعت متھری نگر منتّور کنور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 25 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 10 پاون 80 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد صالح پی ایم الامۃ: بیگم صالحہ ایم گواہ: کے کے عبدل سلیم

مسل نمبر 12629: میں خنتیجہ بی بی زوجہ مکرم پنچو خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی ساکن: گنڈ چاپاڑہ ڈھینکانال اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 5 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے پھول 1 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر 16505 روپے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 800 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مظفر خان الامۃ: خنتیجہ بی بی گواہ: ادریس خان

مسل نمبر 12630: میں شبانہ یاسمین زوجہ مکرم مشتاق خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن: کیوپی کیمپ پوسٹ آفس تھروبلی رایا گھاڈا اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک ہار 21 گرام 24 کیریٹ، چار جوڑے کان کی بالیاں 15 گرام 24 کیریٹ، تین انگوٹھی 6 گرام 24 کیریٹ، ایک لاکٹ 5 گرام 24 کیریٹ۔ زیور نقرئی: پائل دو جوڑی 14 تولہ، پیر کی انگوٹھی 4 عدد 5 گرام، ایک پلاٹ 32x50 جس کا خسرہ نمبر 592/83۔ حق مہر 31500 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: آزاد خان الامۃ: شبانہ یاسمین گواہ: مشتاق خان

مسل نمبر 12631: میں روبینہ شاہین زوجہ مکرم راجہ محبوب احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 19 جنوری 1975ء پیدائشی احمدی ساکن: نونہ ئی تحصیل یاری پورہ ضلع کولگام بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 13 دسمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: انگوٹھی تین عدد، کڑے دو عدد، چین ایک عدد، بالیں 2 عدد، بندیاں دو عدد (تمام زیورات 2 تولہ 18 کیریٹ) حق مہر 11000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: راجہ محبوب احمد الامۃ: روبینہ شاہین گواہ: راجہ نسیم احمد خان

مسل نمبر 12632: میں فوزیہ انوار بنت مکرم انوار احمد عادل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 31 جنوری 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ طاہر قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد الرب فاروقی الامۃ: فوزیہ انور گواہ: انوار احمد

مسل نمبر 12633: میں شیخ سفیر احمد ولد مکرم شیخ شبیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم تاریخ پیدائش 30 جولائی 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: دھواں ساہی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 دسمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید العبد: شیخ سفیر احمد گواہ: عبد الرحیم خان

مسل نمبر 12634: میں محمود الحسن ولد مکرم مجیب الرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان بے روزگار تاریخ پیدائش: 10 اگست 2000 پیدائشی احمدی ساکن: کیشب پور گوپیناتھ ایم پارا مرشد آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 48 ڈسمل زمین خاکسار کے نام ہے جس کا کھتیان نمبر A/1810 پلاٹ نمبر 1405 میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مجیب الرحمٰن العبد: محمود الحسن گواہ: محمد صغیر عالم

***

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 23-30 July - 2026 Issue. 30-31
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

انسانیت کی عزت وتکریم کا عالمی منشور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع

ہجرت کے نویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا اور گیارہ ذی الحجہ کو منیٰ کے مقام پر آپؐ نے جو بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا وہ انسانیت کی عزت وتکریم کے لحاظ سے رہتی دنیا تک ایک عالمی منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جسے قارئین بدر کے استفادہ کے لئے ذیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دیباچہ تفسیر القرآن سے درج کیا جاتا ہے۔ فرمایا:

’’اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اِس سال کے بعد کبھی بھی میں تم لوگوں کے درمیان اِس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت میں اُس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اُس کا سمجھا جائے گا اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اُس بچے کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہو گا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اُس کے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اُس پر ہے۔ اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریقہ اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جا سکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور وجود ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو ان کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم ان کو اپنے گھروں میں لائے تھے (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا) اے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو وہی کچھ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو کسی اَور کے پاس فروخت کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور ان کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں سنو اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ملا دیں اور کہا جس طرح ان دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں برابر ہیں اِسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کونسا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! یہ مقدس مہینہ ہے، یہ مقدس علاقہ ہے اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے، جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے، جس طرح یہ دن مقدس ہے اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اُس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اور اِس علاقہ اور اِس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کیلئے نہیں، کل کیلئے نہیں بلکہ اُس دن تک کیلئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو۔ پھر فرمایا۔ یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں اِن کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں اُن کی نسبت وہ لوگ اِن پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے‘‘

(منقول از دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 345 تا347 شائع کردہ نظارت نشرواشاعت قادیان، فروری 2002ء)

❊❊❊

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad